فہرست مضامین

احمدی نوجوانوں کے لئے

اپریل 1991ء

ایڈیٹر مبشر احمد ایاز

امام جماعت احمدیہ کا سنہری حروف سے لکھا جانے والا ایک انقلاب آفریں اور تاریخی خطبہ فرمودہ "بیت الفضل" لندن 8 مارچ 1991ء۔ مکمل متن اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

اقوام متحدہ کا نظام بالکل بوسیدہ اور ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق بن چکا ہے۔

غیر وابستہ ممالک کی تحریک میں جان ختم ہو چکی ہے

اب ایک نئی تحریک چلنی چاہیئے جس میں ہندوستان، پاکستان، ایران، اور عراق وغیرہ ایک بہت ہی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں

ملٹری ایڈ...... ایڈز AIDS کی طرح ہے

اسرائیل کے لئے خصوصی مشورہ اور قرآنی پیشگوئی

یورپ اور دوسرے عیسائی ممالک میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہو گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"ہر وہ احمدی جو استطاعت رکھتا ہے اور اپنے نفس کا تجزیہ کر کے جانتا ہے کہ وہ بیمار نہیں ہے بلکہ صرف کمزوری محسوس کر رہا ہے اور اس کو لازماً آگے بڑھنا چاہیئے اور روزے رکھنے چاہئیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ جون ۱۹۸۳ء مطبوعہ الفضل ۲۵ جون ۱۹۸۳ء)

"رمضان شریف کے بے انتہا فوائد ہیں۔ آپ سر جھکاتے ہوئے اس رمضان سے گزریں۔ اپنی روح کو بھی اور اپنے جسم کو بھی خدا کے حضور پیش کر دیں۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے کیسے فضل نازل ہوتے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ جون ۱۹۸۳ء مطبوعہ الفضل ۲۵ جون ۱۹۸۳ء)

"پس اے احمدیو! تم ہمیشہ ایسی آوازیں اپنے دلوں سے نکالو جو عالم بالا پر سنی جائیں اور زمین والوں کے کان ان سے محروم ہوں تو کوئی پرواہ نہ کرو۔ وہی آواز دنیا میں پھیلے گی جس کو خدا سنتا ہے اور پھر خدا کے فرشتے اس کو دنیا میں پھیلا دیا کرتے ہیں۔ ایسی آوازیں غالب آنے کے لئے بنائی گئیں ہیں مغلوب آنے کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ جون ۱۹۸۳ء مطبوعہ الفضل ۲۵ جون ۸۳ء)

"ایاماً معدودات۔ فرماتا ہے چند گنتی کے دن تو ہیں سارے سال میں صرف ایک مہینہ ہے۔ گویا موصی جو دسواں حصہ دیتا ہے اس سے بھی کم۔ البتہ اگر رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھ لیں تو پھر وصیت کا حق یعنی سال کا ۱/۱۰ بن جاتا ہے اور اس کا مضمون بھی پورا ہو جاتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم پر یہ بہت معمولی بوجھ ہے اور جتنے فوائد ہیں ان کے مقابل پر یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ گنتی کے چند دن آتے ہیں اور گزر جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کے دل میں خوف پیدا ہو رہا ہوتا ہے اور بعض لوگ ان دنوں سے یہ حسرتیں لئے گزر رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں لگلے سال پھر یہ دن دیکھنے نصیب بھی ہوں گے یا نہیں۔ مگر دونوں قسم کے لوگوں کے دن تھوڑے ہی ہوتے ہیں۔ سختی اور تنگی ترشی محسوس کرنے والوں کے دن بھی گزر جاتے ہیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ جون ۱۹۸۳ء مطبوعہ الفضل ۲۵ جون ۱۹۸۳ء)

قارئین خالد کو ہماری طرف سے عید مبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ **خالد** ربوہ اپریل ۱۹۹۱ء

جلد 38 شمارہ 6 قیمت 3 روپے سالانہ 30 روپے

افسوس دن بہار کے یونہی گزر گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو دو چیزوں کو پائے اور اپنے لئے جنت واجب نہ کر سکے۔ ایک وہ شخص جس کے بوڑھے والدین ہوں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت کا حقدار نہ ٹھہر سکے اور دوسرا وہ شخص جو رمضان کا مبارک مہینہ پائے مگر وہ اس ماہ میں رمضان کی برکتوں سے فائدہ نہ اٹھا کر اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنا سکے۔

ہم کتنے ہی خوش نصیب ہیں کہ رمضان کا مبارک مہینہ ہم نے پایا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہماری خوش بختی اس میں ہے کہ ہم رمضان کی برکتوں کو سمیٹنے والے ہوں، روزہ کے فلسفہ کو سمجھ کر اور رمضان کی حقیقت کو اپنا کر یہ مہینہ گزارنے والے ہوں اور اس ماہ میں ہم وہ روحانی ٹریننگ حاصل کریں کہ آئندہ پورے سال میں ہم خدا کے احکامات کو بجالانے والے اور غریبوں کے دکھوں میں شریک ہونے والے اور بلاتمیز رنگ و نسل اور بلا تمیز مذہب و ملت ہم خدمت خلق کو اپنا شعار بنانے والے ہوں۔

رمضان کا مہینہ یہی سبق ہمیں دیتا ہے۔ پس ہمیں اس ماہ میں یہ سب کچھ حاصل کرنا ہے۔ اس کی ساری برکتوں کو سمیٹنا ہے۔ خدا کی رضا کو پانا ہے۔ اس مبارک ماہ رمضان کے اب تھوڑے ہی دن باقی رہ گئے ہیں۔ نامعلوم آئندہ رمضان کس کو نصیب ہوگا اور کس کو نہیں......... ان دنوں سے خوب خوب فائدہ اٹھائیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں بصد حسرت یہ کہنا پڑے کہ

افسوس دن بہار کے یونہی گزر گئے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

عید کیسے منائیں

آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور جو تحفے آپس میں بانٹتے ہیں ان میں غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔

(خطبہ عید فرمودہ سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ یکم شوال ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۲ وفا ۱۳۶۲ ہش۔ ۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء بمقام .... اقصیٰ ربوہ)

"......... عید کا دوسرا پہلو خدمت خلق ہے۔ غریب کے دکھ میں شریک ہونا اور اس کا دکھ بانٹنا اور اپنے سکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا یہ اور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمت خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ رمضان سے پہلے میں نے احباب جماعت پر بڑی تفصیل سے واضح کیا تھا کہ رمضان میں ایک بڑا گہرا سبق پایا جاتا ہے اور روزہ کے اندر دوسری بہت سی حکمتوں کے علاوہ ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دکھوں کو سمجھنے کے اہل ہوسکیں۔ ان تلخیوں میں سے گزریں جن تلخیوں میں سے اکثر غرباء ہمیشہ گزرتے ہیں اور وہ ایک طرف تو خدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گزارا ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گزرتے ہیں اور پھر اس شکر کے ساتھ ان کے بارہ مہینے کے دکھ آسان کرنے کی کوشش کریں۔ یہ وہ دوسرا سبق ہے جو رمضان شریف نے ہمیں عطا کیا ہے.........

قرآن کریم نے اس فلسفہ کو ایک موقع پر ایک اور چھوٹی سی آیت میں اس طرح بیان فرمایا کہ دیکھو تمہارے تحائف کا تبادلہ دولۃً بین الاغنیاء منکم (الحشر آیت ۹) نہیں ہونا چاہیئے یعنی جو تمہارے تحفے پھرتے ہیں اور جو تمہاری محبت کی راہیں ہیں وہ اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور ہم پلہ اور ہم کفو لوگوں تک ہی نہیں رہنی چاہئیں۔ اگر یہ ہو تو ایک چکر امراء کا اوپر چلتا رہتا ہے اور ایک غرباء کا نیچے چلتا رہتا ہے اور انہیں دائروں میں نعمتیں گھومتی رہتی ہیں یا نعمتوں کا فقدان چکر لگاتا رہتا ہے جن دائروں میں اس سے پہلے گھوما کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ایک اور محبت کا دائرہ قائم کرنا چاہتا ہے یعنی امارت سے غربت کی طرف، اور غربت سے امارت کی طرف اور یہ ...... (دین حق) کا امتیاز ہے۔ نہایت ہی سائنٹیفک طریق پر اور نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو اپنے جیسے لوگوں کے گھروں میں جہاں پہلے گھوما کرتے تھے اگر وہ وہیں گھومتے رہیں گے تو چونکہ یہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے اور اس کی روح کے منافی ہے اس لئے لذت نہیں پائیں گے۔ اس کے برعکس صورت پیدا کریں گے جو اصل ...... (دین حق) کی عید ہے تو ان کی زندگی میں آج کا دن ایک نہایت ہی مسرت لانے والا دن بن جائے گا۔

اس نقطہ نگاہ سے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔ آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں کیونکہ یہ حق ہے۔ ذوالقربیٰ کا بھی حق

ہے، دوستوں کا بھی حق ہے، یہ حقوق بھی ادا ہونے چاہئیں۔ لیکن ایک حق جو آپ مار کر بیٹھ گئے ہیں جب تک وہ حق ادا نہیں کریں گے اللہ کی رحمت کا نظارہ نہیں دیکھ سکیں گے اور وہ حق جس کے متعلق میں نے کہا ہے مار کر بیٹھ گئے ہیں اس حق سے مراد ہے:

"فی اموالھم حق معلوم۔ للسائل والمحروم۔" (المعارج آیت ۲۶-۲۷)

کہ جن کو ہم نے بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں اور دولتیں بخشی ہیں ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے۔ ایک طرح تو ہر مسلمان یہ حق کچھ نہ کچھ ضرور ادا کرتا ہے اور اس عید میں شامل ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب وہ فطرانہ دیتا ہے، جب وہ عید فنڈ دیتا ہے تو یقیناً اس حق کو ادا کر رہا ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا جائز نہیں ہوگا کہ .... خواہ احمدی ہو یا غیر از جماعت ہو وہ اس حق سے غافل ہے۔ دنیا کے کسی مذہب میں بھی اس حق کو اس تفصیل کے ساتھ ایک اصول کے مطابق اور ایک تنظیم کے تحت ادا نہیں کیا جاتا جس طرح .... (دین حق) میں کیا جاتا ہے مگر جو زائد بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مما رزقنھم ینفقون کے تابع پھر بھی یہ حق پورا ادا نہیں ہوتا جب تک آپ خود اپنے وقت کو بھی اور دیگر طاقتیں جو خدا نے آپ کو بخشیں ہیں ان کو بھی غریب کے لئے قربان نہ کریں۔ پھر آپ کی پوری عید ہوگی۔ پھر آپ کو پتہ لگے گا کہ عید میں لذت کیا ہے۔ مثلاً آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے، زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں جو ان کے گھر میں زائد پڑی تھیں اور جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لئے مقدر تھیں وہ غریب بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے ساتھ لے جائیں اور وہ زائد پھل بھی جس نے زائد از ضرورت استعمال کی وجہ سے ان کو ہیضہ کر دینا تھا غریب بچوں کو دیں تا کہ ایک دن تو ایسا ہو کہ ان کو بھی کچھ نصیب ہو۔ تو کچھ وہ پھل پکڑیں، کچھ مٹھائیاں گھر سے اٹھائیں، کچھ بچوں کے لئے جو ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ کے رکھے ہوئے تھے وہ لیں اور بچوں سے کہیں کہ آؤ بچو! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو، ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے، ان کو عید مبارک دیں گے، ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سکھ بانٹیں گے۔...... کوشش کریں کہ حتی المقدور ایک سے زیادہ گھروں میں تحفے بانٹیں مگر بہر حال یہ کوئی تکلیف مالا یطاق نہیں ہے۔ آپ نے عید منانی ہے۔ آپ اپنی توفیق کے مطابق جتنی عید بھی منا سکیں بہتر ہے۔ اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی۔ کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے رب سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑی ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم تیرے بڑے ہی ناشکر گذار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کر سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں، نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آکر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ ان کو بے انتہاء ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہاء سرور ان کو عطا ہوں گے... ..."

(بحوالہ الفضل ۲۶ جولائی ۸۳ء)

آنحضرتؐ کی بشارات۔ کتب مقدسہ میں

(مقالہ نگار: مکرم بشارت احمد صاحب بشیر)

حدیث قدسی میں مذکور ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک کہ اس کائنات عالم کی تخلیق و تکوین کی غرض و غایت آپؐ کی پیدائش ہے۔ گویا اس کارخانہ قدرت کی تکمیل کا باعث آپ صلعم ہی کا وجود ہے۔ آپؐ کی اس عظمت اور بلند شان کے پیش نظر آپؐ کی بعثت کی خبر روز اول سے تمام انبیاء دیتے آئے ہیں۔

قرآن کریم میں جس "میثاق النبیین" کا ذکر آتا ہے وہ یہی میثاق ہے جو آپؐ کی بعثت سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ جملہ مشہور مذاہب کی کتب مقدسہ میں آپؐ کے ظہور کی پیشگوئی، آپؐ کے اسماء مبارک محمدؐ اور احمدؐ کے نام سے اب بھی ملتی ہیں لیکن اسم ذاتی کا مترجمین نے ترجمہ کر کے صداقت پر پردہ ڈالنا چاہا ہے۔

(۱) ویدوں میں آپؐ کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سو طلائی پارے، دس ہار، تین سو عربی گھوڑے اور دس ہزار گائیاں دیں۔

وید کے اس منتر میں اس رشی کا نام ماصح بتایا گیا ہے یہ دراصل لفظ محمد کی دوسری صورت ہے۔ جیسے عبرانی میں یوحنا عربی میں یحیٰ ہو گیا۔ ماصح نام کا کوئی رشی یا پیغمبر دنیا میں نہیں گزرا ہے۔

دراصل لفظ "ماصح" معزز، تعریف کیا گیا کے معنوں میں ہے۔ چنانچہ سنسکرت کا لفظ آتما سے مہاتما اور رشی سے مہارشی بن جاتا ہے۔ اس کی اور واضح مثال مسلمان سلاطین کے نام ہیں جو کسی قدر تصرف سے سنسکرت کی کتابوں میں کسی اور رنگ میں دئے جاتے ہیں۔ مثلاً محمود غزنوی کو "مود گجنوی" لکھا گیا ہے۔

اب ہم اوپر کے مذکورہ بالا منتر کی تشریح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ماصح رشی کو سو خالص طلائی ہار عطا کئے ہیں اس سے مراد وہ جانثار صحابہؓ ہیں جو اسی تعداد میں مکہ معظمہ کے ابتدائی مصائب و آلام کے ایام میں حضور صلعم کو ملے اور ہر طرح کے مصائب و آلام کی بھٹیوں میں سے گزر کر خالص کندن بن کر نکلے اور جنہیں بارگاہ ایزدی سے رضی اللہ عنہ کی سند مل چکی ہے۔

شت پتھ برہمن جو یجر وید کی الہامی تفسیر سمجھی جاتی ہے اس کے کانڈ پر بھاٹھک ۹ برہمن اور کنڈکا ۴ میں لکھا ہے کہ

دس ہار

"سونا انسان کی روحانی طاقت سے استعارہ ہے"

دوسری چیز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کو تعالیٰ نے عطا کی وہ صحابہؓ ہیں جنہیں تاریخ اسلام میں عشرہ مبشرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جن کے الگ الگ نام لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت کی بشارت دی تھی۔

پس عشرہ مبشرہ کی جانثاری اور مالی قربانیوں کی

اعلیٰ مثال جو ہمیشہ قائم اور دائم رہیگی کسی اور مذہب میں تلاش کرنا عبث ہے۔

تیسرے آپؐ کو تین سو گھوڑے دئے جانے کا ذکر ہے، ان سے مراد تین سو بدری صحابہؓ ہیں جنہوں نے جنگ بدر میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کر کے دشمن کی تین گنی فوج کو اپنی بے بضاعتی اور قلت سامان کے شکست فاش دی۔

۱۰ ہزار گائیوں سے مراد وہ دس ہزار قدوسی ہیں جو فتح مکہ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ان کو وید منتر میں گائیاں کہا گیا ہے۔

سنسکرت لفظ گو کا مادہ گم ہے جس کے معنی جنگ کے لئے جانا یا نکلنا ہیں۔ ان دس ہزار قدوسیوں کا ذکر تورات، استثناء باب ۳۳ آیت ۲ میں بدیں الفاظ مذکور ہے "اس نے کہا خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی"۔

نپولین جیسے فاتح کو ابتدائی مسلمانان مکہ کی عظیم الشان فوجی فتوحات پر رشک آتا ہے۔ (نپولین کی نوشتہ فرانسیسی یادداشت جزیرہ سینیا ہلینیا)

اس کے ساتھ اس شہادت کو بھی مد نظر رکھیں جو دربار خسروی کے ایک تجربہ کار جرنیل نے دی اور کہا "یہ لوگ دن کو شیر ہوتے ہیں اور رات کو فرشتہ"

(۲) کلنکی پران

○ کلنکی پران میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر درج ہے جس میں آپ کی پہچان کی بعض واضح علامتیں دی گئیں ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ کلنکی اوتار کے باپ کا نام ویشنوں دیش ہوگا۔ "ویشنوں" کے معنی اللہ اور دیس کے معنی عبد کے ہیں یعنی آپ کے والد کا نام عبد اللہ ہوگا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سومتی جس کے معنی امانت دار کے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا۔

○ پہلے غار میں عبادت کریں گے سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلعت نبوت کی سرفرازی سے قبل غار حرا میں عبادت کی۔

○ لکھا ہے کہ وہ شمال پہاڑوں میں ہجرت کریں گے اور غار میں پرسش رام سے تعلیم پاویں گے۔ پرش کہتے ہیں روح کو اور رام خدا کو۔ یعنی روح خدا مراد جبریل فرشتہ ہیں۔ سو حضرت جبریل ہی سب سے پہلے وحی لے کر آئے تھے جس کا ذکر کتب احادیث، سیر، تواریخ اور بائیبل میں آتا ہے۔ (کلنکی پران دوسرا ادھیا)

○ لکھا ہے کہ اس کا مولد شنبھل نگری ہوگا۔ سنبھل ملک عرب کو کہتے ہیں چنانچہ "MAXMULLER" جو السنۂ شرقیہ کے ماہر مانے جاتے ہیں انہوں نے اس کے معنے ملک عرب کئے ہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ اس پیشگوئی کا حرف بحرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر صادق آتا ہے۔

(۳) "بدھ مذہب"

بدھ مذہب جس کے پیرو کثرت سے پائے جاتے ہیں وہ بھی یقیناً ہندوستان کے پیغمبروں میں سے ایک تھے اور آج بھی ان کے ماننے والوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ

چکی ہے۔ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں "اور ہم لوگ دوسری قوموں کے نبیوں کی نسبت ہرگز بدظنی نہیں کرتے بلکہ ہم یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ جس قدر دنیا میں مختلف قوموں کے لئے نبی آئے ہیں اور کروڑہا لوگوں نے ان کو مان لیا ہے اور دنیا کے کسی ایک حصے میں ان کی محبت اور عظمت جاگزیں ہوگئی ہے اور ایک زمانہ دراز اس محبت اور اعتقاد پر گزر گیا ہے تو بس یہی ایک دلیل ان کی سچائی کے لئے کافی ہے"۔
(پیغام صلح صفحہ ۲۲)

قرآن کریم کا یہ فرمانا کہ "ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا ہے" اسی صداقت کی طرف اشارہ ہے اور انہیں پاک لوگوں میں سے ایک حضرت گوتم بدھ بھی ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر "متیریا" نام سے دی ہے۔ یہ پیشگوئی اس قدر شہرت پذیر تھی کہ عیسائیوں اور ہندوؤں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق اسے اپنے کسی پیغمبر یا ریفارمر پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مسیحؑ نے خود اس کو اپنے اوپر چسپاں نہیں کیا۔ بدھ مذہب کی جتنی کتب ہیں تقریباً ان میں اس پیشگوئی کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی ایک کتاب "ملنڈا پر شیفتہ" یعنی اس میں راجا ملنڈا کے استفسارات ہیں۔ راجہ ملنڈا بدھ کے پانچ سو سال بعد ہوا ہے۔ اس نے بدھ مشنری پر کچھ اعتراضات کر کے جوابات طلب کئے ہیں یہ سوالات اور جوابات ایک کتابی صورت میں پروفیسر ٹی ڈبلیو رائس ڈیوڈ نے انگریزی میں ترجمہ کر کے شائع کئے ہیں اس میں گوتم بدھ نے متریا کی صفات اور عادات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "وہی جماعت کا ہادی ہوگا جس کا شمار ہزاروں کا ہوگا جیسا کہ میں اب سینکڑوں کی جماعت کا راہنما"۔ (ملنڈا پر اشنیہ صفحہ ۲۲۵)

متریا کے معنی سنسکرت زبان میں رؤوف الرحیم کے ہیں یہ بعینہٖ سورۃ توبہ کی آخری دو آیات ہیں جن میں آنحضرت صلعم کو بالمؤمنین رؤوف الرحیم کہا گیا ہے۔

(۴) "زرتشت"

زرتشتی مذہب جو عموماً پارسی مذہب کے نام سے مشہور ہے ایران کا قدیم مذہب ہے۔ اسلام سے قبل ایران میں یہی مذہب رائج تھا۔ ان کی مذہبی کتابیں "ژند اوستا" اور "دساتیر" ہیں۔ زرتشت خدا تعالیٰ کا پیغمبر تھا جس نے توحید کی تعلیم دی اور اس کی کتابوں میں جو اس کی طرف منسوب ہیں ان میں بعث بعد الموت کا واضح تصور پایا جاتا ہے لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ آتش پرستی اس مذہب کا جزو لاینفک بن گیا۔

دساتیر پارسیاں میں پیغمبر عرب کے ظہور کی بشارت ان الفاظ میں دی گئی ہے کہ جب ریگ زار عرب میں جو ابراہیم کا بناء کردہ کعبہ ہے اس میں ستاروں کے بت رکھ دئے گئے تھے۔ جب زرتشتی لوگ شریعت پر عمل کرنا ترک کردیں گے اور بدکاریوں اور برائیوں میں مبتلا ہوجائیں گے تو عربوں میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کے پیرو ایران کے تاج و تخت اور سلطنت کے مالک ہوجائیں گے۔ اور ایران کے سرکش لوگ مغلوب ہوجائیں گے۔ آتش کدہ کی بجائے حضرت ابراہیمؑ کے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر کے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور یہ رحمۃ اللعلمین ہوں گے۔ ایران، مدائن اور طوس بلخ اور مقامات مقدسہ اور اس کے اگرد ملکوں پر قابض ہوجائیں گے اور وہ شارع نبی ہوں گے اور اس کا کلام بلیغ ہوگا۔ (دساتیر ساسان اول)

چنانچہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

آپ کے متبعین پر صادق آئی اور ایران جیسی زبردست اور سرکش طاقت بے سروسامان بادیہ نشین عرب قوم کے ہاتھوں مغلوب ہوئی۔ آتش کدے بجھ گئے اور بتوں سے خانہ کعبہ کو پاک کر دیا گیا۔ مذکورہ بالا ممالک مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور آج پانچوں وقت خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی جاتی ہے۔

"احمد ہے پتوہ میدھا م رتسیہ پری جگرہ اہم سوریہ اواجنی"
(سام وید پر بھاگ نمبر ۲ کھنڈ ۶ کا منتر آٹھ)

ترجمہ: احمد نے رب سے پر حکمت شریعت کو حاصل کیا۔ میں سورج کی مانند اس سے روشن ہو رہا ہوں۔ اس منتری لفظ "احمد" کی پیشگوئی ہے۔

(۵) توریت اور انجیل کی پیشگوئیاں

جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں پوری ہوگئی ہیں اب ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اسرائیلی نبیوں کی پیشگوئیاں اس بارہ میں کثرت سے ملتی ہیں تاہم چند ایک پر اکتفا کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں مذکور ہے النبیّ الامی الذی یجدونہ مکتوباً فی التورٰۃ والانجیل والقرآن

کہ اہل کتاب اس عظیم الشان نبی جو امی ہوگا کا ذکر اپنی کتاب میں پاتے ہیں۔ کتاب استثناء میں لکھا ہے۔

"میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے"۔ (استثناء ۱۸/۱۸ تا ۲۱)

اس پیشگوئی میں مندرجہ ذیل امور کی خبر دی گئی تھی کہ

(۱) آئندہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے یعنی بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کھڑا کیا جائیگا۔
(۲) وہ موسیٰ کی مانند ہوگا یعنی صاحب شریعت ہوگا۔
(۳) اس کی زبان پر خدا تعالیٰ کا کلام جاری ہوگا یعنی اس کا الہام تمام کا تمام لفظی ہوگا یہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی وحی کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنائے گا۔
(۴) وہ نذر ہوکر سارا کلام الٰہی لوگوں کو سنائے گا۔
(۵) اور جو الہام سنائے گا خدا کا نام لے کر سنائے گا اور شرک کی تردید کرنے والا ہوگا۔ اس کے منکر عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے۔
(۶) اور جھوٹا نبی ہلاک ہوگا۔

(۱) ان پیشگوئیوں کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل میں سے ظاہر ہوئے۔
(۲) آپؐ نے مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر گواہ ہے۔ اسی طرح جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا یعنی موسیٰؑ۔ آپؐ موسیٰ کی طرح صاحب شریعت نبی تھے۔
(۳) آنحضرت صلعم نے دعویٰ کیا کہ خدا تعالیٰ کا کلام آپؐ کی زبان پر جاری ہوتا ہے یعنی اپنی وحی کے جو الفاظ آپؐ پیش کرتے ہیں بعینہ وہ الفاظ ہیں جو آپؐ کے دل پر نازل ہوئے اور وہ خدا کے الفاظ ہیں اور یہ آپؐ کی طرف سے کسی ایک لفظ کی بھی ملونی نہیں۔ دوسرے انبیاء کی وحی میں خدا کا

کلام کم اور بندے کا زیادہ ہوتا ہے۔ انجیل ہی دیکھ لیں۔ اس میں چند ایک فقرے خدا کے ہیں باقی سب کچھ مسیح کا اپنا کلام یا انجیل نویسوں کا اپنا کلام ہے۔ غرض خدا تعالیٰ اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالے گا یعنی پہلے انبیاء کا سارا کلام لفظی نہ ہوتا تھا بلکہ اکثر حصہ ان کے دل پر بطور مفہوم نازل ہوتا تھا جیسا کہ سورۃ نجم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے خدا کے منشاء کو الفاظ کا جامہ نہیں پہناتے بلکہ وہی الفاظ وحی کے جو خدا نے معین شکل میں ان کے دل پر نازل کئے ہیں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں"۔

(۴) آپؐ نے خدا کا کلام سب دنیا کو پہنچا دیا اور آپؐ اس دنیا سے رخصت نہ ہوئے جب تک آپؐ کو یہ قرآنی وحی نہ ہوئی کہ "آج میں نے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے"۔ (مائدہ)

آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تمام مسلمانوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا اللّٰھم ھل بلغت اے لوگو خدا تعالیٰ کو گواہ رکھ کر بتاؤ کیا میں نے خدا تعالیٰ کا حکم پوری دنیا کو پہنچا دیا ہے یا نہیں؟ اس پر سب صحابہ یک زبان ہو کر بولے اللّٰھم نعم ہم اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ آپؐ نے خدا تعالیٰ کا پیغام اچھی طرح پہنچا دیا ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اللّٰھم اشھد اے اللہ تو اس پر گواہ رہ کہ یہ سب لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ تبلیغ الٰہی کا کام میں نے پورا کر دیا ہے۔

(سیرت ابن ھشام جلد سوم)

اس کے برعکس مسیح علیہ السلام جن پر عیسائی صاحبان مذکورہ بالا پیشگوئی چسپاں کرنا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں "میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تم سے کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتادے گا"

اس حوالے سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی سب وحی لوگوں کو نہ سنائی کیوں کہ وہ ان کے لئے خاص تھی لیکن ان کی امت اسے سمجھنے کے قابل نہ تھی۔ لیکن انہوں نے جیسا کہ اس پیشگوئی سے واضح ہے کہ "جب روح حق آئے گی وہ لوگوں کو سب باتیں سنادے گی"۔ کیونکہ اس وقت لوگ عقلی اور ذہنی طور پر اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ ان باتوں کو سمجھ لیں۔

(۵) وہ خدا کا نام لے کر کہے گا۔ یہ اس طرح پورا ہوا کہ قرآن کی ہر سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمان الرحیم رکھی گئی ہے۔

جس طرح ژند اوستا، دساتیرا اور ویدوں میں آنحضرت صلعم کا نام محمد اور احمد آیا ہے اسی طرح حضرت سلیمان نے بھی آپؐ کا نام "محمدیم" بتایا ہے۔ (غزل الغزلات باب ۵ آیت ۱۶)

حضرت مسیح کے واقعہ صلیب کے تقریباً پچاس سال بعد کثرت سے لوگوں نے صحائف اور اناجیل لکھیں لیکن کلیسا نے موجودہ چار کتابیں متی، لوقا، مرقس اور یوحنا کا انتخاب کیا ہے اور اس کے ساتھ اعمال، خطوط اور مکاشفہ کو بھی شامل کیا ہے اور ان سب کو عہد جدید کا نام دیا ہے۔

لیکن بعض جو مستند صحائف تھے جو ان کے معتقدات کے خلاف تھے انہیں رد کیا ہے۔ حال ہی میں وادی قمران سے بعض صحائف دستیاب ہوئے ہیں جن کی تحریرات قرآن شریف کے بیانات سے مطابقت رکھتی ہیں چنانچہ ان میں سے ایک صحیفہ دمشق بھی ہے جس میں احمد نام کی پیشگوئی بھی ہے۔ سورۃ صف میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول مقرر کر کے

بھیجا گیا ہوں۔ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کرتا ہوں جو (استثناء باب ۱۸/۱۸ میں مذکور ہے) اور میرے بعد جو آنے والا ہے اس کا نام احمد ہو گا۔

یسوع مسیح نے فرمایا وہ روح حق آئے گی تو وہ تمہیں ساری سچائی کی طرف راہنمائی کرے گی۔ (یوحنا ۱۶/۱۳)

اسی طرح لکھا ہے کہ میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا۔ (یوحنا ۱۶/۷)

لفظ فارقلیط کے متعلق شارحین اناجیل نے کافی بحث کی ہے۔ یہ لفظ یونانی انجیل کا تلفظ ہے۔ حضرت مسیح کی زبان یونانی نہ تھی بلکہ عبرانی اور آرامی تھی۔ حضرت مسیحؑ نے کیا لفظ استعمال کیا تھا اس پر پردہ ڈال دیا گیا ہے۔ برنباس کی انجیل میں یہ لفظ پری کلیو طاس ہے جس کے معنی "احمد" کے ہیں۔ سیل نے قرآن کریم کے انگریزی ترجمے کے حاشیے میں لکھا ہے کہ عبرانی لفظ فارقلیط کے معنی احمد کے ہی ہیں مگر ساتھ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مسلمانوں نے انجیل برنباس میں تحریف کر کے پاراکلیٹ کو پری کلیو طاس بنا دیا ہے۔

پادری سٹنڈل نے جو ایران میں عیسائیت کا مشہور مناد تھا اس نے انجیل یوحنا کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے۔

(۶) جھوٹا نبی ہلاک کیا جائیگا

آنحضرت صلعم اکیلے تھے اور ان کے دشمنوں نے انہیں ہلاک کرنے کے لئے پورا زور لگایا لیکن آپ ہر میدان میں کامیاب رہے اور کوئی شخص انہیں نقصان نہ پہنچا سکا۔ یہ کوئی اتفاقی امر نہیں تھا بلکہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو پہلے سے بتا دیا تھا کہ "وہ خدا آپؐ کو لوگوں کے ہلاک کرنے کے منصوبوں سے محفوظ رکھے گا"۔ چنانچہ

"پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجنابؐ درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔ ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالیں تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔ ۲۔ دوسرا موقع وہ تھا جب کہ کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ حضرت ابوبکر کے چھپے ہوئے تھے۔ ۳۔ تیسرا وہ نازک موقع تھا جب کہ احد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔ ۴۔ چوتھا وہ موقع تھا جب کہ ایک یہودیہ نے آنجنابؐ کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔ ۵۔ پانچواں وہ نہایت خطرناک موقع تھا جب کہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کر لیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے سپاہی روانہ کئے تھے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام خطرناک موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر غالب آجانا ایک زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپؐ صادق تھے اور خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۵۲ حاشیہ)

ان آیات پر حاشیہ میں لکھا ہے کہ پاراکلیٹ کا ترجمہ احمد غلط ہے۔ کسی یونانی لغت میں یہ ترجمہ موجود نہیں البتہ یونانی زبان میں پیراکلیوطوس ایک لفظ ہے جس کے معنی احمد ہیں۔ اس پادری نے ایک کتاب ینابیع الاسلام

لکھی اس میں وہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کو یہ دھوکا ایک کیتھولک پادری کے ترجمے سے ہوا ہے جس میں اس نے اس کا ترجمہ احمد کر دیا ہے۔
صحائف قمران سے جو صحیفہ دمشق دستیاب ہوا ہے اس میں لفظ الیمۃ ہے۔لکھا ہے۔
"ویود یعیم بید مشیحو روح قدشو و ھوا الیمۃ۔ و بفروشی شمو شموتی ھم"
اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیحؑ کے ذریعے بنی اسرائیل کو اپنی ایک مقدس روح کی خبر دی اور وہ الیمۃ ہے اس نام کی تعبیر کے مطابق دوسرے مقدسین کے بھی نام ہیں"۔ (صحیفہ دمشق عبرانی کا ورق دوم)
اس بشارت سے یہ امر واضح ہے کہ حضرت مسیحؑ نے جس مقدس روح کی خبر دی اس کا نام احمد تھا۔
اسی طرح اہل قمران کے دستور العمل میں جو پہلی غار سے دستیاب ہوا اس میں جو پیشگوئی درج ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بدی کے خاتمے کے لئے الیمۃ کو فاتح بنا کر بھیجے گا جو بدیوں کا خاتمہ کرے گا اور انسانوں کا تزکیہ نفس۔
انجیل میں بھی آنے والوں کو روح القدس، روح حق اور کامل سچائی کا مظہر قرار دیا گیا ہے۔ (یوحنا ۱۷/۱۱ تا ۲۶ اور ۱۶/۷ تا ۱۴)
حضرت مسیحؑ نے پیلاطوس کی عدالت میں بھی روح حق کے الفاظ استعمال کئے ہیں جس کے معنی دراصل روح الیمۃ کے ہیں۔لکھا ہے۔
"میرا کام یہ ہے کہ میں حق کی گواہی دوں اس مشن کے لئے میں پیدا ہوا اور اسی کے لئے میں آیا اور تمام وہ لوگ حق سے بے خبر نہیں ہیں وہ میری آواز پر کان دھریں گے۔ پیلاطوس نے کہا حق کیا ہے۔ (یوحنا ۳۷-۳۸/

۱۸)
انجیل یوحنا کے مفسر سٹراچن نے تسلیم کیا ہے کہ یہاں حق کے معنی عبرانی میں الیمۃ کے ہیں۔
بعض علماء یہاں حق سے مراد نبی موعود پاتے ہیں۔
یہ لفظ الیمۃ یا الیمتھ دراصل احمد کی بگڑی ہوئی صورت ہے یا تو وہ لفظ عربی کو سمجھ نہ سکے یا اس پر عمداً پردہ ڈالنا چاہا ہے کیوں کہ اس سے قرآن مجید کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ وید میں بھی جو احمد کی پیشگوئی ہے اس میں بھی احمد کو "اہم ات" ہی کر کے لکھا گیا ہے۔

انعامی مقابلہ نمبر ۱۰

1۔ آنحضرتؐ کے وہ کون سے صحابی ہیں جن کی چار نسلیں صحابی تھیں؟
2۔ "فارقلیط" سے کیا مراد ہے؟
3۔ حضرت علیؓ کی والدہ ماجدہ کا نام کیا ہے؟
4۔ پاکستان میں شیشہ سازی کا سب سے بڑا کارخانہ کہاں ہے؟
5۔ کس ملک کے بادشاہ نے اولمپک میں گولڈ میڈل حاصل کیا تھا؟
6۔ ابن بطوطہ کا اصل نام کیا تھا؟
7۔ "شیخ الاسلام" آنحضرتؐ نے کس صحابی کو کہا تھا؟
8۔ پاکستان کی سب سے بڑی جھیل کا نام بتائیے؟
9۔ فلسفہ کی مشہور کتاب "داس کیپٹیال" کس کی تصنیف ہے؟
10۔ پنجابی ادب کا شیکسپیئر کس کو کہا جاتا ہے؟
جوابات موصول ہونے کی آخری تاریخ 10 مئی ہے۔
اول، دوم، سوم آنے والے کو بالترتیب /50، /30، /20 روپے دیئے جائیں گے۔

قسط دوم۔

دعا کے بارہ میں

سیدنا حضرت مسیح موعود..... کے ارشادات

مرتبہ حافظ مظفر احمد صاحب

دعا سے قبل حمد و ثناء

"اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کے شروع میں دعا سکھائی ہے اور اس کے ساتھ ہی دعا کے آداب بھی بتادیئے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا لازمی ہے اور یہ دعا ہی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصل دعا نماز ہی میں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے یوں سکھایا ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمن الرحیم۔ الیٰ اخرہ۔ یعنی دعا سے پہلے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جاوے جس سے اللہ تعالیٰ کے لئے روح میں ایک جوش اور محبت پیدا ہو"۔ (۱)

دعا میں شرط باندھنا

"دعا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ شرط باندھنا غلطی اور نادانی ہے۔ جن مقدس لوگوں نے خدا کے فضل اور فیوض کو حاصل کیا، انہوں نے اس طرح حاصل کیا کہ خدا کی راہ میں مر مر کر فنا ہوگئے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دس دن کے بعد گمراہ ہوجانے والے ہوتے ہیں اور اپنے نفس پر خود گواہی دیتے ہیں جب کہ لوگوں سے شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی"۔ (۲)

رقت پیدا کرنے کا طریق

دعا کے لئے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباع سنت ضروری ہے مگر تلاش رقت بھی اتباع سنت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو دعا کرو تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو"۔ (۳)

نماز میں لذت اور ذوق حاصل کرنے کی دعا

"اس بے ذوقی کی حالت میں یہ فرض کرکے کہ اس سے لذت اور ذوق پیدا ہو یہ دعا کرے۔

کہ اے اللہ تو مجھے دیکھتا ہے کہ میں کیسا اندھا اور نابینا ہوں اور میں اس وقت بالکل مردہ حالت میں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد مجھے آواز آئے گی تو میں تیری طرف آجاؤں گا۔ اس وقت مجھے کوئی روک نہ سکے گا۔ لیکن میرا دل اندھا اور ناشناسا ہے۔ تو ایسا شعلہ نور اس پر نازل کر کہ تیرا انس اور شوق اس میں پیدا ہوجائے۔ تو ایسا فضل کر کہ میں نابینا نہ اٹھوں اور اندھوں میں نہ جاملوں۔ پس جب اس قسم کی دعا مانگے گا اور اس پر دوام اختیار کرے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک وقت اس پر ایسا آئے گا کہ اس بے ذوقی کی نماز میں ایک چیز آسمان سے اس پر گریگی جو اس وقت پیدا کردیگی"۔ (۴)

دعا اپنی زبان میں

"پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزہ نہیں آتا جب تک حضور قلب نہ ہو۔ اور حضور قلب نہیں ہوتا جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب ہی پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطلب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان میں ہی پڑھو۔ نہیں میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اپنے بیوی بچوں کیلئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو"۔(۵)

غیر اللہ سے دعا

"پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصل معنوں میں نماز ہے۔ دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کیلئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے۔ سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔" (٦)

دعا سے قبل اسباب کو عمل میں لانا

"ایاک نعبد وایاک نستعین تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی امداد چاہتے ہیں۔ ایاک نستعین پر ایاک نعبد کو تقدم اس لئے ہے کہ انسان دعا کے وقت تمام قویٰ سے کام لے کر خدا تعالیٰ کی طرف آتا ہے۔ یہ ایک بے ادبی اور گستاخی ہے۔ کسی قویٰ سے کام نہ لے اور قانون قدرت کے قواعد سے کام لے کر آوے------

سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لئے دعا کرنے سے پہلے تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد و اعمال میں نظر کرے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے"۔(۷)

"دعا میں اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ اور قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور وہ بہت قریب ہے۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ کی صفات اور اسماء کا لحاظ نہ کیا جائے اور دعا کی جائے تو وہ کچھ بھی اثر نہیں رکھتی۔ صرف اس راز کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ معلوم نہ کرنے کی وجہ سے دنیا ہلاک ہو رہی ہے۔ میں نے بہت لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ ہم نے تو بہت دعائیں کیں اور ان کا نتیجہ کچھ نہیں ہوا۔ اور اس نتیجہ نے ان کو دہریہ بنا دیا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہر امر کیلئے کچھ قواعد اور قوانین ہوتے ہیں۔ ایسا ہی دعا کے واسطے قواعد و قوانین مقرر ہیں۔ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی اس کا باعث یہی ہے کہ وہ ان قواعد اور مراتب کا لحاظ نہیں رکھتے جو قبولیت دعا کے واسطے ضروری ہیں......."۔(۸)

رد دعا میں حکمت

"بعض اوقات انسان کسی دعا میں ناکام رہتا ہے اور سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے دعا رد کر دی حالانکہ خدا تعالیٰ اس کی دعا کو سن لیتا ہے اور وہ اجابت بصورت رد ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کیلئے در پردہ اور حقیقت میں بہتری اور بھلائی اس کے رد میں ہوتی ہے۔ انسان چونکہ کوتاہ بین ہے اور دور اندیش نہیں بلکہ ظاہر پرست ہے۔ اس لئے اس کو مناسب ہے کہ جب اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرے اور وہ بظاہر اس کے مفید مطلب نتیجہ خیز نہ ہو تو خدا تعالیٰ پر بدظن نہ ہو۔ کہ اس نے میری دعا نہیں سنی۔ وہ تو ہر ایک کی سنتا ہے۔ ادعونی استجب لکم فرماتا ہے۔ راز اور بھید یہی ہوتا ہے کہ داعی کے لئے خیر اور بھلائی رد دعا ہی میں ہوتی ہے۔ دعا کا اصول یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں۔ اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے۔ لیکن اگر بچے بے ہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دلسوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلا لے۔ یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے۔ ہرگز نہیں اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔ میں خود اس امر میں تجربہ رکھتا ہوں۔ کہ جب دعا میں کوئی جزو مضر ہوتا ہے تو وہ ہرگز قبول نہیں ہوتی"۔ (۹)

دعا میں صبر و استقلال

"یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے۔ اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے اس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور یقین کرے۔ وہ وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سن لے گا اور اسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بد نصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں"۔ (۱۰)

"یاد رکھو دعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لئے مومن کا کام ہے کہ ہمیشہ دعا میں لگا رہے۔ اور اس استقلال اور صبر کے ساتھ دعا کرے کہ اس کو کمال کے درجہ تک پہنچا دے۔ اپنی طرف سے کوئی کمی اور دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کرے۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا بلکہ

گر نہ باشد بدوست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کا جواب دیتا ہے جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا ہے یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا اور تمہاری دعا قبول کرونگا۔ حقیقت میں دعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے جب تک انسان پورے صدق و وفا کے ساتھ اور صبر و استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں جو دعا کرتے ہیں مگر بڑی بے دلی اور غفلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں ان کی دعا مثمر بہ ثمرات ہو جاوے۔ حالانکہ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے۔

اس نے ہر کام کیلئے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ اور جس قدر کام دنیا میں ہو رہے ہیں وہ تدریجی ہیں۔ اگرچہ وہ قادر ہے کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے کر دے اور ایک کن سے سب کچھ ہو جاتا ہے۔ مگر دنیا میں اس نے اپنا یہی قانون رکھا ہے۔ اس لئے دعا کرتے وقت آدمی کو نتیجہ کے ظاہر ہونے کیلئے گھبرانا نہیں چاہیئے۔" (۱۱)

"دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہیئے بلکہ اس وقت تک ہٹنا نہیں چاہیئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔" (۱۲)

دعا میں جلدی کی مثال

"دعا کی ایسی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بو آتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشوونما پا کر پھل لائے گا۔ باہر کی دنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ ایک دانہ اندر ہی اندر ایک پودا کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد روزانہ وہ دانہ گل کے اندر ہی اندر پودا بننے لگتا ہے اور تیار ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سبزہ اوپر نکل آتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اب دیکھو وہ دانہ جس وقت سے زمین کے نیچے اندر ہی اندر زمین میں ایک پودا کی صورت اختیار کر رہا ہے، ڈالا گیا تھا۔ در اصل اسی ساعت سے وہ پودا بننے کی تیاری کرنے لگ گیا تھا...... ایک نادان بچہ اس وقت نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ کیوں اس کو پھل نہیں لگتا مگر عقل مند زمیندار اس کو خوب سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کونسا موقع ہے۔ یہی حال دعا کا ہے اور بعینہ اسی طرح دعا نشوونما پاتی ہے اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے تھک کر رہ جاتے ہیں۔ صبر کرنے والے مآل اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں اور اپنے مقدر کو پا لیتے ہیں"۔ (۱۳)

دعا میں استقلال کی مثال

"عام طور پر ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ ایک سائل جب کسی کے دروازے پر مانگنے کیلئے جاتا ہے اور نہایت اضطراب اور عاجزی سے مانگتا ہے اور کچھ دیر تک جھڑکیاں بھی کھا کر اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا اور سوال کئے ہی جاتا ہے تو آخر اس کو بھی کچھ شرم آ ہی جاتی ہے خواہ کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو پھر بھی کچھ نہ کچھ سائل کو دے ہی دیتا ہے تو کیا دعا کرنے والے کا ایک معمولی سائل جتنا بھی استقلال نہیں ہونا چاہیئے"۔ (۱۴)

دعا میں تھکنا نہ چاہیئے

"دعا کیلئے سب سے اول اس امر کی ضرورت ہے کہ دعا کرنے والا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سوء ظن نہ کر بیٹھے کہ اب کچھ بھی نہیں ہو گا۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس قدر دعا کی گئی کہ جب مقصد کا شگوفہ سرسبز ہونے کے قریب ہوتا ہے دعا کرنے والے تھک گئے ہیں جس کا نتیجہ ناکامی اور نامرادی ہو گیا ہے اور اس نامرادی نے یہاں تک برا اثر پہنچایا کہ دعاؤں کی تاثیرات کا انکار شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس درجہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ پھر خدا کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ

بقیہ ص ...48... پر

۱۹۹۰ء میں سائنس کی ترقی۔ ایک جائزہ

(مضمون نگار: مرزا خلیل احمد صاحب قمر)

۱۹۹۰ء میں سائنسی ترقی

ہماری دنیا کا ہر دن ترقی کی طرف رواں دواں ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کی منازل طے کی جا رہی ہیں۔ ہر سال جو گزرتا ہے وہ سال بہت سے سیاسی تاریخی معاشرتی واقعات اور سائنسی تمدنی ترقیات اور نت نئی ایجادوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوتا ہے ان کو اگر یکجائی طور پر پیش کیا جائے تو ترقی کی رفتار کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ ترقی کا رخ کس طرف ہے اور کس قدر تیز رفتار ہے۔ ذیل میں ۱۹۹۰ء کا سائنسی جائزہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس سال سائنس نے کن کن شعبوں میں ترقی کی اور نوع انسان نے اس ترقی سے کیسے استفادہ کیا۔

جین تھراپی

گذشتہ ستمبر میں امریکہ نے موروثی بیماریوں کو دور کرنے کے لئے جین تھراپی یا جین کے ذریعے علاج کی اجازت دے دی۔ یہ علاج اس لئے متنازعہ خیال کیا جاتا تھا کہ اس ٹیکنیک کے ذریعہ انسان رنگ و نسل کو بدلنے کی کوشش شروع کر دے گا اور عین ممکن ہے کہ اس کے نتیجہ میں کوئی ایسی مخلوق پیدا ہو جائے جس پر قابو پانا ناممکن ہو۔ لیکن اس علاج کے زبردست حامی امریکہ کے نیشنل ہارٹ لینگز اینڈ بلڈ انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر رابرٹ اینڈرسن کی یہ رائے ہے۔

"ہم نے جس کام کی منظوری دی ہے وہ یہ ہے کہ ایک نارمل جین کی نقل بنا کر ان مریضوں کے دماغی دفاعی خلیوں میں داخل کر دیں۔ ہم یہ کر رہے ہیں کہ مریض کے خون سے خلیہ حاصل کر کے ان میں نارمل جین داخل کرتے ہیں اور ان معذور خلیوں کو درست کر کے دوبارہ مریض کے خون میں داخل کر دیتے ہیں"۔

اس وقت ایک چار سالہ بچی کو جو ایک مہلک بیماری میں مبتلا ہے یہ خلیے مہیا کئے جا رہے ہیں۔ چھ ماہ کے علاج کے بعد اس کا اثر معلوم ہوگا۔ بہرحال ابھی تک کسی خراب عمل کا ردعمل نہیں ہوا۔ جین تھراپی سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ اگر یہ جسم کے مدافعتی نظام کو درست کر دے تو سرطان اور ایڈز جیسے امراض کا علاج بھی بن سکتی ہے۔ اس سال بہت کوششوں کے باوجود سرطان اور ایڈز کا کوئی حتمی علاج میسر نہ آ سکا۔

ملیریا کا ٹیکہ

ملیریا کے ٹیکے کی تیاری کے حوصلہ افزاء نتائج حاصل ہوئے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جنیٹک انجینیرنگ کے سائنسدانوں نے طفیلی جرثومے کی ساخت اور ایمنو ایسڈ کی ساخت میں تبدیلی کر کے یہ ٹیکہ حاصل کیا ہے جو ملیریا پھیلاتے ہیں اور ملیریا کی دواؤں کے خلاف مدافعت پیدا کر لیتے ہیں یہ ٹیکہ کولمبیا کے ڈائریکٹر نے تیار کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ ٹیکہ نہایت ارزاں قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہے۔ اپنے کامیاب تجربات کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر بکروڈو کہتے ہیں، ان ٹیکوں کے لگانے سے نہ گردوں کا کوئی مسئلہ پیدا ہوا، نہ جگر کو کوئی نقصان پہنچا اور تمام جسمانی افعال نارمل رہے۔ اس ٹیکہ کی ایجاد پر ڈاکٹر بکروڈو کو تھرڈ ورلڈ آف سائنسیز نے کیمسٹری کا انعام بھی دیا ہے۔

ہبل خلائی دوربین

اس سال خلا باز بھی اپنی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ خلا کی پنہائیوں کے مشاہدے کی خاطر زمین سے ۲۰۰ کلومیٹر کی بلندی پر ایک ہبل نامی دوربین پہنچائی گئی۔ سائنسدانوں کو توقع تھی کہ وہ دو ہزار کلومیٹر دور ستاروں، سیاروں کو اس طرح دیکھ سکیں گے جیسے فاصلہ پر آتی ہوئی موٹر کار کی روشنی۔ لیکن یہ امید پوری نہ ہوسکی کہ اس پر جو آئینے لگائے گئے تھے انہیں زیادہ گھس دیا گیا تھا۔ چنانچہ ستاروں اور سیاروں سے آنے والی روشنی اس آئینہ کے کسی ایک نقطہ پر منعکس ہونے کی بجائے پورے آئینے پر پھیل جاتی ہے اور تصویریں دھندلا جاتی ہیں۔ اب کوشش یہ ہے کہ تصویریں صاف آسکیں۔

خلائی جہاز

خلا کے رازوں کو طشت ازبام کرنے کے سلسلے میں خلائی جہاز بہت اہم کام کر رہے ہیں۔ وہ خلا کے بارے میں ہمیں بہت کچھ بتا رہے ہیں۔ اس سال ۲۲ اگست کو سیارے زہرہ کی پہلی بار تصویریں ملی ہیں۔ اگرچہ پندرہ ماہ کے سفر کے بعد خلائی جہاز میڈلن زہرہ پر پہنچا۔ اس دوران دو مرتبہ اس کا ریڈیو رابطہ ٹوٹ گیا۔ لیکن اب میڈلن بے شمار معلوماتی مواد بھیج رہا ہے۔ اس پروگرام کے مینیجر ڈاکٹر ٹونی اسپیئر کہتے ہیں۔

"میڈلن کے ذریعے ان سیاروں کے بارے ملے ہوئے مواد کا مطالعہ کریں گے اور سیارہ زہرہ کے ارضیاتی معمے کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ یعنی کہ وہاں پر آتش فشاں زندہ ہیں اور کیا وہاں بھی براعظموں کی پلیٹیں ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو رہی ہیں۔ کیا وہ اس عمل کے دوران ٹکرا بھی جاتی ہیں"۔

اس سال ایلزبتھ نامی خلائی جہاز کو ایک خاص مشن پر روانہ کیا گیا جس سے بہت سے تجربات کرنے تھے۔ ان ستاون قسم کے تجربات کے لئے ایک سال کا عرصہ درکار ہے۔ لیکن ابتدائی تجربوں سے معلوم ہوا ہے کہ زمین کے چاروں طرف ذرات کی صورت میں خلائی جہازوں، راکٹوں، سیارچوں کی گیس اور ایندھن جمع ہو رہا ہے۔ اب اس ملبے سے نجات کی کوئی صورت پیدا ہوتی نظر نہیں آرہی۔

بھارتی دوربین

دوربینوں کی سطح پر بھارت کا کام بھی نمایاں رہا۔ پونا میں قائم ہونے والی دیوقامت، دوربین کا مقصد ہائیڈروجن گیس کی تلاش ہے جو خلا میں ابتدائے کائنات کے نتیجہ میں پائی جاتی ہے۔ اس پروجیکٹ سے وابستہ ماہر طبیعات ڈاکٹر سروپ کو تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز نے اپنی تیسری سالانہ کانفرنس میں طبیعات کا انعام بھی دیا ہے۔ اس انعام کی وجہ پونا کی دوربین کا ڈیزائن ہے جو ڈاکٹر سروپ نے خود تیار کیا ہے۔

سپر کنڈیکٹر

اس سال سپر کنڈیکٹرز کی تیاری میں کافی پیش رفت ہوئی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ سپر کنڈیکٹر کیونکہ مٹی

چینی سے تیار کئے گئے تھے اس لئے انہیں تار کی شکل دینا یا موڑنا ناممکن تھا۔ ۱۹۹۰ء میں ایسے سپر کنڈکٹرز کی ایک ایسی نسل وجود میں آئی ہے جو زیادہ درجہ حرارت میں کام کر سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ نئے سپر کنڈکٹرز بجلی کی ترسیل کے دوران نہ گرم ہوں گے اور نہ توانائی ضائع کریں گے۔

زمین کا درجہ حرارت

ایک مسئلہ جس پر اس سال غیر معمولی توجہ دی گئی ہے وہ دنیا کے گرم ہوتے ہوئے درجہ حرارت کا مسئلہ ہے۔ تمام سائنسدان اس کی تلاش میں ہیں کہ زمین کو گرم کرنے والی خطرناک انسانی سرگرمیاں کونسی ہیں۔ زیر زمین سے ملنے والے ایندھن تیل، کوئلہ وغیرہ ان کے استعمال کو کم کرنے کے لئے اس سال بھی بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے۔ ایسے ثبوت بھی فراہم ہوئے کہ ان ایندھنوں سے نکلنے والی گیسیں کس طرح تباہی پھیلا رہی ہیں۔ موٹر کاروں کے دھوئیں سے بچوں کی ذہنی صلاحیت متاثر ہونے والے جائزے بھی اکٹھے کئے گئے۔ سیسے کے بعد پٹرول کے استعمال پر اس سال بھی زور دیا گیا اور اوزون گیس کی چادر کے سوراخوں کا مشاہدہ بھی جاری ہے اور دنیا کے کئی ملکوں میں سی۔ ایف۔ سیز یعنی ان گیسوں پر سے جو سپرے پمپ وغیرہ سے نکلتی ہیں پابندی لگانے پر اتفاق کیا ہے۔

خوراک اور اس کی حفاظت

خوراک کے سلسلہ میں اس سال بھی قدرتی فائدہ پر زور رہا۔ زیتون اور مچھلی کے تیل کے فائدے عالمی سطح پر شائع کئے گئے کہ مچھلی کا تیل دل کے امراض کو دور رکھنے کے سلسلہ میں سب سے زیادہ مددگار پایا گیا ہے۔ صحت اور غذا کے ماہرین نے یہ بھی بتایا کہ پلاسٹک کی وہ باریک سی فلم جو سرن ریپ یا کلن فلم کے نام سے فروخت ہوتی ہے وہ اتنی خطرناک ہے، خاص طور پر اس میں چکنی چیزیں مکھن، پنیر اور پکا ہوا گوشت نہیں لپیٹنا چاہیئے اور نہ ہی اس میں لپیٹی ہوئی کسی چیز کو مائکرو ویواوون میں گرم کرنا چاہیئے یہ سرطان پیدا کر سکتا ہے۔ مائکرو ویواوون کے محفوظ ہونے پر بھی شور اٹھا اور بتایا گیا ہے کہ اس میں دودھ ہرگز گرم نہ کیا جائے کیونکہ دودھ کے بعض اجزاء فوراً تابکاری قبول کر لیتے ہیں۔

تیسری دنیا کے ممالک کی سائنسی ترقی پر ڈاکٹر عبدالسلام کا تبصرہ

اس سال ایک بار پھر تیسری دنیا اور ترقی یافتہ دنیا کے درمیان سائنس اور ٹیکنالوجی کے بڑھتے ہوئے فرق پر کئی کانفرنسیں اور سیمینارز ہوئے۔ ٹریسی میں ہونے والی تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز کانفرنس کے اہتمام پر پاکستان کے نوبل انعام یافتہ سائنسدان اور اکیڈمی کے صدر محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اپنی تقریر میں کہا۔

"تھرڈ ورلڈ سائنس اکیڈمی کی طرف سے انعام دئے جانے اور انعامات ملنے پر جو تقریریں کی گئی ہیں ان پر میرا دل مسرت اور شادمانی سے سرشار ہے اور اس پر بھی کہ لاطینی

بقیہ ص 48 پر

آپ کا خط ملا

یوں تو ہمیں ہر ماہ بے شمار خطوط ملتے رہتے ہیں جو مختلف تجاویز، پسندیدگی کا اظہار اور مفید مشوروں کے علاوہ مضامین، نظمیں، انعامی مقابلہ اور آپ کی پسند کالم میں شرکت پر مشتمل ہوتے ہیں...... اس کے علاوہ ایک خاصی تعداد ان رپورٹس پر مشتمل ہوتی ہے جو برائے اشاعت ہمیں بھیجی جاتی ہیں اور ہم انہیں جلد از جلد شائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... قبل ازیں ہم فرداً فرداً خط لکھنے والوں کو جواب دینے کی کوشش کرتے تھے لیکن محسوس ہوا کہ بعض قارئین کو وہ خطوط پہنچ نہیں پاتے لہذا اب ہم اس کالم کے ذریعہ اپنے قارئین کے خطوط کا جواب دیا کریں گے۔ انشاء اللہ

پشاور صدر سے مکرم محمد سلمان یوسف صاحب نے جنوری کے رسالہ خالد میں شائع ہونے والے اعلان سے متاثر ہو کر حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں دعائیہ خط لکھ کر ہمیں ارسال کیا ہے کہ ہم پہنچادیں اور ساتھ ہی لنڈن کا ایڈریس بھی مانگا ہے۔ حضور ایدہ اللہ کا ایڈریس افادہ عام کے لئے شائع کر رہے ہیں اور ساتھ درخواست کرتے ہیں کہ گاہے گاہے حضور کی خدمت میں دعائیہ خط لکھیں۔ اپنی خوشیوں میں اپنے پیارے امام کو شامل کریں اور اپنی پریشانیوں کے لئے بھی دعا کا لکھیں۔

THE LONDON MOSQUE
16- GRESSENHAL ROAD,
SW 18 5QL LONDON,
ENGLAND

ثمینہ فرخ مخدوم صاحبہ کا خط میانی سرگودھا سے موصول ہوا ہے اس میں "رسالہ ترتیب دینے کے لئے چند تجاویز" لکھی ہوئی ہیں۔ وہ تجاویز پڑھ کر ہم تو حیران پریشان رہ گئے اور وہ حیرانی ابھی بھی ہے...... انشاء اللہ وہ خط ہم شائع کردیں گے تاکہ بہت سے مدیروں کو فائدہ ہو......

اس کے علاوہ..............

ہمیں مندرجہ ذیل بزرگوں اور قارئین کے مضامین بھی موصول ہوئے لیکن وہ ناقابل اشاعت تھے۔

مکرم طارق احمد صاحب دوالمیال، فرید احمد ریحان صاحب محمد آباد سندھ، مکرم ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ۔ مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب بشیر آباد سندھ

ان کے علاوہ کچھ مضامین اور موصول ہوئے لیکن ہم انہیں تاخیر سے ملنے کی وجہ سے شامل اشاعت نہیں کرسکے۔

مکرم فضل احمد صاحب، مکرم منصور احمد صاحب، مکرم عبدالاعلیٰ صاحب رحمان پورہ لاہور اور دارالشکر ربوہ کے مکرم فرید احمد صاحب راشد۔

خاکسار ان سب کے تعاون کا بے حد مشکور ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اب ناقابل اشاعت مضامین کی بات ہوئی ہے تو چلتے چلتے ان احباب کے نام بھی آجائیں جنہوں نے ہمیں مضامین اور نظمیں وغیرہ بھیجی ہیں اور منتظر ہوں گے۔ ہم شکریہ کے ساتھ ان کے صرف نام لکھ دیتے ہیں تاکہ رسید بھی ہوجائے اور ہماری طرف سے شکریہ بھی ادا ہوجائے۔ انشاء اللہ مضامین جلد یا بدیر شامل اشاعت ہوجائیں گے۔

وہ ہمارے کرم فرما ہیں

مکرم جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب طاہر ربوہ، مکرم صاحبزادہ مرزا عبدالصمد احمد صاحب ربوہ، مکرم محمود مجیب اصغر صاحب بلوچستان، مکرم مقصود احمد صاحب کراچی، مکرم عاصم محمود صاحب ربوہ، مکرم محمد محمود صاحب طاہر بہاولپور، مکرم خالد مقصود صاحب لاہور، مکرم یوسف سہیل صاحب شوق، مکرم احسان الٰہی ملک صاحب لاہور، مکرم میجر منظور احمد صاحب ساہیوال، مکرم سید احمد علی صاحب ربوہ، مکرم محمد رفیق صاحب بہاولنگر، مکرم ملک صلاح الدین صاحب قادیان بھارت، مکرم مظفر احمد سہگل صاحب فیصل آباد، مکرم طاہر رمیض ثاقب صاحب ربوہ، مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمان صاحب ربوہ، مکرم شبیر احمد ثاقب صاحب ربوہ، مکرم طارق محمود ناصر صاحب ربوہ۔

ہم مکرم پروفیسر راجہ نصر اللہ خان صاحب اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے بھی مشکور ہیں کہ جو رسالہ خالد کی قلمی معاونت بھی کرتے ہیں اور ان کے مضامین ہم قسط وار شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

ہم جملہ قارئین کرام کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جو اپنی دعاؤں سے، اپنی تحریروں سے اور اپنے مفید مشوروں سے اور تجاویز کے ساتھ ہم سے تعاون فرماتے ہیں۔ ہم آپ کے لئے دعاگو بھی ہیں اور آپ کے تعاون کے منتظر بھی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

آپ کا

[دستخط]

مدیر خالد

غزل

خوشبوؤں کی اور نداؤں کی بات اور
میں سن رہی ہوں آج ہواؤں کی بات اور

اندر کی ٹوٹ پھوٹ مکافات کے عمل
سمجھا رہے ہیں مجھ کو فضاؤں کی بات اور

ہر گام پر حیات کے ہر ایک موڑ پر
میں نے دعائیں کی ہیں دعاؤں کی بات اور

کچھ ذکر میرے کفر کا تھا اتنا یاد ہے
کچھ لوگ کر رہے تھے خداؤں کی بات اور

دریا نے کاٹ ڈالے پہاڑوں کے سلسلے
حسن عمل کی اور اداؤں کی بات اور

کانٹوں کا رنگ اور ہے صحن چمن میں آج
گلہائے رنگ رنگ قباؤں کی بات اور

میں تھک کے گر پڑی تھی مجھے اتنا یاد ہے
کچھ لوگ کر رہے تھے وفاؤں کی بات اور

کچھ لوگ پھول لائے تھے کچھ لوگ لائے سنگ
الزام مجھ پہ کچھ تھا سزاؤں کی بات اور

سیکھا ہے میں نے آج سبق زندگی میں یہ
کوشش کی بات اور ہے دعاؤں کی بات اور

جب کربلا کا ذکر کیا پیاس سی لگی
ہر تشنہ لب نے کی ہے جفاؤں کی بات اور

تشنہ لبی کی بات گئی میکدے کے ساتھ
صحرا میں بادلوں کی رداؤں کی بات اور

عظمت گناہ کی اور خطاؤں کی بات اور
رحمت کی اس کے پیار کی چھاؤں کی بات اور

(ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ)

کھیل کے میدان سے

(مکرم طارق محمود ناصر صاحب - صدر شمالی)

کرکٹ

آج کل آسٹریلیا کی کرکٹ ٹیم ویسٹ انڈیز کے طویل دورہ پر ہے۔ مبصرین کے خیال میں یہ دورہ دنیاء کرکٹ کی نمبرون ٹیموں کے درمیان فیصلہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

آسٹریلیا نے پہلے ایک روزہ میچ میں ویسٹ انڈیز کو شکست دی جو ویسٹ انڈیز کی 1986ء کے بعد ویسٹ انڈیز کے اندر پہلی شکست ہے۔ دوسرے ون ڈے میچ میں بھی آسٹریلیا نے اپنی برتری قائم رکھی اور ویسٹ انڈیز کو 45 رنز سے شکست دی۔ آسٹریلیا کے ڈین جونز اور ویسٹ انڈیز کے ٹونی گرے نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ تیسرے ون ڈے میں ویسٹ انڈیز نے آسٹریلیا کو ہرا دیا لیکن چوتھے ون ڈے میں ایک مرتبہ پھر شکست ویسٹ انڈیز کا مقدر بنی اور آسٹریلیا نے یہ سیریز جیت لی جب کہ ایک ون ڈے میچ ابھی باقی ہے۔ پہلا ٹیسٹ ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم ہوگیا۔

آسٹریلیا کے کپتان ایلن باڈر نے نو ہزار رنز بنا کر بھارتی بلے باز سنیل گواسکر کے ریکارڈ کو توڑنے کی گھنٹی بجائی ہے۔ (یاد رہے کہ سنیل گواسکر نے 10122 رنز بنائے ہیں) جبکہ پاکستان کے جاوید میاں داد بھی اس ریکارڈ کو توڑنے کے دعویدار ہیں۔ اب دیکھتے ہیں کہ قسمت کس کا ساتھ دیتی ہے جبکہ میاں داد نے اب تک آٹھ ہزار رنز بنائے ہیں۔

سری لنکا بمقابلہ نیوزی لینڈ

حال ہی میں سری لنکا اور کیوی کرکٹ ٹیم کی کرکٹ سیریز ہار جیت کا فیصلہ ہوئے بغیر ختم ہوگئی ہے۔ بیرون ملک سری لنکا نے پہلی سیریز برابر کی ہے۔ اس سیریز میں سری لنکا کے ڈی سلوا اور کیوی ٹیم کی طرف سے مارٹن کرو اور جونز نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اس سیریز کی خاص بات کسی بھی وکٹ کی سب سے بڑی شراکت جو مارٹن کرو اور جونز کے درمیان ہوئی وہ 467 رنز کی ہے۔ جس میں مارٹن کرو نے 299 رنز بنائے۔ اس کے علاوہ این سمتھ نے وکٹ کے پیچھے 7 شکار کرکے پاکستان کے وسیم باری کا ریکارڈ برابر کر دیا۔

سکوائش

پاکستان کے مایہ ناز کھلاڑی جہانگیر خان ویلش لیگ ٹورنامنٹ کے سیمی فائنل میں شکست کھا گئے۔ لیکن پاکستان کے جان شیر خان اور دنیا کے نمبر ایک کھلاڑی نے یہ ٹورنامنٹ جیت کر اپنے اعزازت کی تعداد نو کرلی ہے۔

سپینش اوپن میں جان شیر خان نے جہانگیر خان کو شکست دے کر اپنے اعزازت کی تعداد ڈبل فیگر میں کرلی جہانگیر یہ ٹورنامنٹ ہار کر دوسرے سے چوتھے نمبر پر چلے گئے۔ جان شیر اور جہانگیر کے درمیان اب تک ہونے والے

میچوں میں دونوں نے 17، 17 میچ جیتے ہیں۔

متفرق خبریں

○ ٹینس کے مشہور کھلاڑی اسٹیفن ایڈبرگ نے ٹینس کی خواتین کھلاڑیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان کے بارے میں کہا ہے کہ خواتین کا کھیل بورت سے بھرپور ہوتا ہے لیکن پھر بھی انہیں زیادہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ مردوں کے ٹینس رینکنگ کا 500 واں آدمی بھی مارٹینا سٹیفی گراف اور سباتینی کو آسانی سے ہرا سکتا ہے۔

○ پاکستان کرکٹ کنٹرول بورڈ کے سیکرٹری عارف علی عباسی اپنے عہدے سے مستعفی ہوگئے۔ اس کی وجہ بیان نہیں کی گئی۔

قومی ہاکی ٹیم کے کوچ نے دعوی کیا ہے کہ جلد ہی قومی ٹیم نمبرون ہو جائے گی۔

○ ویسٹ انڈیز کے نوجوان فاسٹ باؤلر ایان بشپ کا کیریئر خطرے میں ہے اس کی وجہ ان کی کمر میں تکلیف ہے۔ وہ اب تک 11 میچوں میں 55 وکٹ حاصل کر چکے ہیں۔

بابرکت الٰہی تحریک

کہیں آپ اس بابرکت الٰہی تحریک میں شمولیت سے محروم نہ رہ جائیں۔

1۔ چونکہ 3 اپریل 1991ء کو تحریک وقف نو کی مقررہ مدت ختم ہو رہی ہے اس لئے اس کے ساتھ ہی تحریک وقف نو میں شمولیت ختم ہو جائے گی۔

2۔ 3 اپریل 1991ء کے بعد بچوں کا وقف حسب سابق وقف اولاد کے تحت جاری رہے گا۔

3۔ 3 اپریل 1991ء کے بعد صرف وہ بچے تحریک وقف نو میں شامل ہو سکیں گے۔

(ا) جن کے والدین نے اپنی متوقع اولاد کو وقف کرنے کی درخواست باقاعدہ تحریری طور پر 3 اپریل 1991ء سے بھجوا دی ہوگی ان کے بچے جب بھی پیدا ہوں گے اس تحریک میں شامل ہو سکیں گے۔

(ب) یا جن کے والدین نے 3 اپریل 1991ء سے قبل باقاعدہ تحریری طور پر وعدہ کیا ہو کہ آئندہ بچہ ابھی کو وقف کریں گے۔ ایسے احباب کو جب بھی خدا تعالیٰ اولاد عطا کرے گا وہ وقف نو میں شامل ہو سکیں گے۔

4۔ وہ احباب جن کے اس چار سال کے عرصہ 3 اپریل 1987ء تا 3 اپریل 1991ء میں بچے پیدا ہوئے ہیں مگر انہوں نے وقف کے لئے درخواست نہیں بھجوائی اور 3 اپریل 1991ء کے بعد اس عرصہ میں پیدا شدہ بچوں کو وقف کرنا چاہیں گے وہ وقف نو میں شامل نہیں کئے جا سکیں گے........

(وکیل الدیوان۔ تحریک جدید ربوہ)

تم دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم کے بھی ماہر بنو (حضرت مصلح موعود)

قسط ۶

بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا

HOW THE WEST WAS WON

تلخیص و ترجمہ: پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب

مادر وطن کی پکار

ایو رالنگز اپنے وسیع برآمدے میں کھڑی شہر کی سڑک کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس طرف سے ایک بگھی آرہی تھی لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کو پہچاننا مشکل تھا۔ پھر اس نے کھیتوں کی طرف دیکھا جہاں اس کا بڑا بیٹا زیب ہل چلا رہا تھا جب کہ اس کا چھوٹا بیٹا یرمیاہ اس کے پیچھے پیچھے بیج ڈالتا آرہا تھا۔ ایو کے دونوں بیٹے مل کر خوب محنت کرتے تھے اور وہ اس بات پر بہت خوش ہوتی تھی۔ ویسے مزاج کے لحاظ سے دونوں بھائی ایک دوسرے سے بہت مختلف واقع ہوئے تھے۔

جب سے امریکی ریاستوں کے درمیان جنگ چھڑی تھی ایو بہت فکر مند رہتی تھی کیونکہ اس جنگ نے مختلف گھرانوں کو تقسیم کرکے رکھ دیا تھا یہاں تک کہ ایک ہی گھرانے کا ایک لڑکا متحدہ حکومتی افواج کا رکن تھا تو دوسرا بیٹا مخالف احزاب کا حامی تھا۔ علاقہ بھر کے خاندانوں میں یہ سلسلہ چل نکلا تھا حتیٰ کہ باپ اور بیٹا مخالف کیمپوں میں بٹ گئے تھے۔

بیس برس کا وہ لمبا عرصہ جو ایو اور لائنس رالنگز نے اس جگہ پر اکٹھے گزارا تھا بہت ہی پر لطف زمانہ تھا۔ اب اپنے بچوں کو ہل چلاتے دیکھ کر اسے وہ دن یاد آگیا جب وہ لوگ دریا کے گرداب کی لپیٹ میں آگئے تھے اور اس کے والدین اس بے رحم بھنور کا لقمہ بن گئے تھے۔ للی کہیں دور کھو گئی اور سام بری طرح زخمی ہوگیا۔ لیکن اس نے اس بات کو بھی غنیمت جانا کہ للی اور زیب دوبارہ انہیں مل گئے تھے۔ پھر اس نے وہیں لائنس کے ساتھ گھر بسالیا تھا۔

ایو کو بگھی کے دوڑنے کی آواز آئی اور اس نے دیکھا کہ پیٹرسن بگھی کے ساتھ صحن میں داخل ہوا۔ وہ اس وقت فوجی وردی میں تھا۔ ایو نے فوراً پوچھا "مسٹر پیٹرسن! تم نے وردی کیوں پہن رکھی ہے؟" "مسز رالنگز! عوامی فوج سے حلف وفاداری لیا گیا ہے۔ میں اب نائک پیٹرسن ہوں...... میڈم! میرے پاس آپ کے لئے ایک خط ہے۔ یہ کیلیفورنیا سے آیا ہے"۔ ایو بولی "یہ ضرور للی کا خط ہوگا"۔ پھر اس نے فوراً خط پڑھ کر کہا "مسٹر پیٹرسن نائک! ذرا انتظار کرو میں اس خط کا جواب لکھ لوں"۔ پیٹرسن بولا "میں چاہتا ہوں کہ زیب بھی ہمارے ساتھ فوج میں شامل ہوجائے۔ وہ بہترین نشانہ باز ہے بالکل اپنے والد کی طرح!"۔ ایو نے جواب دیا "اس کا والد تو پہلی پکار پر ہی فوج میں چلا گیا تھا۔ کیا گھر کا ایک فرد کافی نہیں؟"۔

اتنے میں زیب مسکراتا ہوا وہاں پہنچ گیا اور پیٹرسن سے کہنے لگا "آپ اس وردی میں بڑے چاق و چوبند لگتے ہیں"۔ ایو نے زیب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تمہاری خالہ نے لکھا ہے کہ کیلیفورنیا کے علاقے میں کوئی لڑائی نہیں ہورہی اور وہاں کاروبار خوب چل رہا ہے اور نوجوانوں کے لئے بے حد مواقع ہیں۔ خط کے یہ الفاظ سنو "مشرق کی جانب ریلوے لائن بچھانے کی بات ہورہی ہے۔ کلیو کے کاروباری حلقہ میں بہت تعلقات ہیں اس لئے اسے امید ہے کہ وہ بھی ریلوے لائن کے کاروبار میں شراکت دار بن جائیگا۔ اگر زیب بھی یہاں آنا چاہے تو ہمیں بہت خوشی

ہوگی"۔ زیب دلیل کے رنگ میں کہنے لگا "ماں! اس جنگ کے متعلق تمہاری رائے درست نہیں۔ فوج میں جانا کوئی بری بات نہیں"۔ پیٹرسن نے اس کا ساتھ دیا "مسز رالنگز! مجھے خود ہمارے کپتان نے بتایا ہے کہ ہم ہمیشہ کے لئے اس جنگ میں الجھے نہیں رہیں گے۔ ان مشرقی ریاستوں کے باغیوں کو بل رن کے مقام پر بہت مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ جب ہم مغربی علاقہ کے لوگ ان پر حملہ آور ہوں گے تو وہ خرگوشوں کی طرح بھاگ نکلیں گے"۔ ایو نے روکھے پن سے پوچھا "پر ایسا کیوں؟" "یہ تو بڑی آسان سی بات ہے۔ مشرقی علاقہ کے سب لوگ شہری بابو ہیں۔ کلرک قسم کے لوگ! جب کہ ہم مغرب والوں نے آنکھ ہی بندوق کی نال پر کھولی ہے۔ آپ فکر نہ کریں ہم ان کی خوب گت بنائیں گے۔ مسز رالنگز! آپ لڑکے کے مستقبل کا سوچیں۔ اس کی عمر کا ہر نوجوان فوج میں چلا گیا ہے"۔

ایو اچھی طرح جان گئی تھی کہ مخالفت کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے وہ پیٹرسن کی طرف متوجہ ہوئی "نائیک انتظار کرنے کا شکریہ!" زیب نے بڑی بیتابی سے کہا "ماں! تمہارا مطلب ہے کہ میں فوج میں جاسکتا ہوں؟" ایو نے جواب دیا "ابھی کئی کام کرنے باقی ہیں۔ کچھ سوچ بچار کرنی ہے۔ تمہارے کپڑے دھونے ہیں اور جرابوں کی مرمت بھی کرنی ہے۔ کیا وہ تمہیں وردی مہیا کریں گے؟" "میرا تو یہی خیال ہے"۔ پھر ایو نے آنسوؤں پر بمشکل قابو پاتے ہوئے کہا "تمہیں رائفل کے لئے کچھ گولیاں بھی ڈھالنی ہیں۔ تم اور تمہارے والد ہمیشہ خود سانچے میں گولیاں ڈھالنا پسند کرتے ہو"۔

ایو جانتی تھی کہ اس صبر آزما مرحلہ پر اسے زیادہ سے زیادہ مصروف رہنا چاہیئے۔ یہ نسخہ وہ ہر غم والم کے موقع پر آزماتی تھی۔ ماضی میں جب وہ اور اس کے بہن بھائی اپنے والدین کو اس چٹان کے قریب دفن کر چکے تو ایو فوراً کام میں جت گئی تھی۔ وہ اتنی مشقت سے کام لیتی کہ بعض اوقات لائنس کو اسے روکنا پڑتا تھا لیکن یہ مصروفیت اس کے لئے بہت اچھی ثابت ہوئی تھی۔

دو روز بعد ایو دیکھ رہی تھی کہ زیب اس سے جدا ہو کر سڑک پر بھاری بھاری قدم اٹھاتا چلا جا رہا ہے۔ جب تک زیب اسے مڑ مڑ کر دیکھتا رہا وہ ضبط سے کام لیتی رہی لیکن جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوا ایو کی آنکھیں برس پڑیں۔ اس کے چھوٹے بیٹے پرمیاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "ماں! سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں خوب محنت سے کام کروں گا اور زیب کی مانند باڑ کے پار جاتے ہوئے فوجیوں کو کبھی نہیں دیکھا کروں گا"۔ پرمیاہ زیادہ تر اپنی نانی ربیکا پریسکاٹ کی طرح تھا۔ سخت جان، محنت کش اور سنجیدہ۔ اس میں شاعری کا بھی کچھ رنگ تھا لیکن یہ شاعری اراضی کے متعلق تھی۔ وہ زمین سے بہت پیار کرتا تھا اور اس کی فصل سے بھی۔ وہ ایسا شخص تھا جو کھیتی کو پریتم کا درجہ دیتا تھا اور کھیتی بھی اس کی محنت اور پیار کا جواب دیتی تھی۔ ایو نے کہا "بیٹے تم گھر جاؤ اور رات کے کھانے کے لئے چولہا جلاؤ"۔

پرمیاہ گھر کی طرف مڑ گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کی غمزدہ ماں اب کدھر کا رخ کرے گی یعنی جب بھی اس کا دل بوجھل ہوتا ایو ایک ہی سمت کا رخ کرتی...... وہ اپنے والدین اور بچپن میں فوت ہو جانے والے دو بچوں کی قبروں پر جا کر خاموش کھڑی ہو جاتی کیونکہ اس کے لئے یہ جگہ بھی اس کے گھر کا ایک حصہ تھی اس لئے کہ یہاں اس کے پیارے آرام کر رہے تھے!!

ہم جان بھی دیدیں نذرانہ

فوج میں افسر بن جانے والا کپتان لائنس رالنگز منہ کے بل لیٹے ہوئے پیش آمدہ صورت حال کے متعلق سوچ رہا تھا۔ یہ چھ اپریل اتوار کی شام کا واقعہ ہے اور جو کچھ اس نے آج دیکھا تھا وہ باوجود کوشش کے اسے بھلا نہیں سکتا تھا۔ دونوں طرف کی افواج میں جو آج ایک دوسرے کے سامنے صف آراء تھیں، اسی فیصد ناتجربہ کار اور نوخیز فوجی تھے اور ان کی کمان ایسے افسران کر رہے تھے جن کی اکثریت کو جنگ کا کوئی تجربہ نہیں تھا اور سارے جرنیل بھی غلطیاں کر رہے تھے۔ مثلاً شرمن نے گرانٹ کو اطلاع دی تھی کہ اس کے مقابل پر بیس ہزار باغی فوجیں ہیں حالانکہ ان کی اصل تعداد چالیس ہزار تھی۔ اس طرح غیر تربیت یافتہ اور کمان کے لحاظ سے ناقص افواج گویا بوچڑ خانے میں آ پہنچی تھیں۔ غالباً دنیا کی تاریخ میں کبھی بھی اتنی بڑی تعداد میں فوجی افسروں کا اجتماع نہیں ہوا جو کتابی فن حرب سے تو خوب واقف تھے لیکن عملی طور پر لڑنے سے عاری تھے کیونکہ ان دونوں چیزوں میں ایک فرق ہے اور یہ فرق سپاہی کے خون میں رقم ہوتا ہے۔

جنگوں کا آغاز تو جرنیلوں کی طرف سے ہوتا ہے لیکن ان کو جیتا جاتا ہے کمپنیوں، پلٹنوں اور دستوں کی کاروائی سے اور یہ تمام افواج کا طریقہ کار رہا ہے کہ انہیں گھنٹوں کے حساب سے ڈرل کے میدان میں بے معنی چالیں سکھائی جاتی ہیں لیکن انہیں میدان کارزار میں لڑائی کرنا نہیں سکھایا جاتا حالانکہ ان کی بقا اور سلامتی کے لئے یہ چیز میدان جنگ میں سیکھنی ضروری ہے۔

لائنس نے یہ چیز سیکھ رکھی تھی اور یہی اس کی بقا کا راز تھا لیکن اس نے یہ فن میدانی ہندیوں کے خلاف سیکھا تھا جو دنیا کے علم کے مطابق سب سے عظیم جنگجو قوم تھے۔ اب لائنس بڑی توجہ سے اپنے سامنے پھیلے ہوئے علاقے کا معائنہ کر رہا تھا۔ اسے ایک مشن سونپا گیا تھا اور وہ کم سے کم جانی نقصان کے ذریعہ اس کی تکمیل کرنا چاہتا تھا۔ اس کی کمپنی اس کے عقب میں درختوں کے پیچھے پھیلی ہوئی تھی۔ وہ کل چھیاسٹھ جوان تھے۔ دن بھر لائنس نے اپنے آدمیوں کو بڑے محتاط طریقے سے لڑایا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ اور مسلسل آگے بڑھ رہے تھے جس کے نتیجہ میں اس کا بہت کم نقصان ہوا۔

اس کی کمپنی ان دستوں میں سے ایک تھی جنہوں نے جنرل کلیبرن کی پیش قدمی روک دی تھی اور کلیبرن ان کی رائفلوں کی کے بے پناہ فائر کے آگے اپنے بریگیڈ کا ایک تہائی حصہ کھوچکا تھا۔ زیب اور نائیک پیٹرسن کا یہ خیال بالکل درست تھا کہ مغربی خطے کے جوانوں کی عمدہ نشانہ بازی سے نمایاں فرق پڑے گا۔

اپنی کہنی کے بل مڑتے ہوئے لائنس کے بازو کے اشارے سے اپنے آدمیوں کو سگنل دیا اور انہوں نے گھاس پر رینگتے ہوئے اپنی پوزیشن سنبھال لی.......لیکن کسی بات نے دشمن کو اچانک حملہ کر دینے پر اکسایا۔ یہ کسی کو معلوم نہیں ہوسکا لیکن ہوا یہ کہ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے درختوں کے پیچھے سے ظاہر ہوئے۔ ان کی سنگینیں تیار تھیں۔ اگر یہ حملہ اور چند منٹ کی تاخیر سے ہوتا تو دونوں جانب کے فوجیوں کا باہمی فاصلہ مزید کم رہ جانے کی وجہ سے لائنس کے سارے آدمی تباہ ہو جاتے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ لائنس کے جوانوں کو کچھ وقت مل گیا۔ گھٹنے کے بل کھڑے ہو کر لائنس پکارا "فائر کھول دو"۔ ساتھ ہی اس نے ایک بھاری بھر کم دشمن کے سینے پر پستول رکھ کر گولی چلا دی اور وہ سپاہی گھٹنوں کے بل آگرا۔ لائنس کے اردگرد اس کے سارے جوان بڑی چابک دستی سے حملہ آور سپاہیوں پر گولیاں برسا رہے تھے

بقیہ ص ......48 پر

نظام جہان نو

خلیج کے بحران پر اقوام عالم کو دردمندانہ مشورے

امام جماعت احمدیہ کا سنہری حروف سے لکھا جانے والا ایک انقلاب آفریں اور تاریخی خطبہ فرمودہ "بیت الفضل" لندن 8 مارچ 1991ء۔ مکمل متن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

خلیج کی جنگ جس کا آغاز ۱۶ جنوری کو ہوا' ۲۶ فروری کو ایک نہایت ہی ہولناک رات کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ ایک ایسی خوف ناک مصائب کی رات تھی کہ جس کی کوئی مثال جدید انسانی جنگوں کی تاریخ میں دکھائی نہیں دیتی۔ اس قدر بمباری عراق کی واپس اپنے ملک جاتی ہوئی فوجوں پر کی گئی ہے' اور اس قدر بمباری رات بھر بغداد شہر پر کی گئی کہ جہاں تک میں نے جنگی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے' کسی اور ملک میں' کسی اور جنگ میں کبھی ایسی خوف ناک ظالمانہ یک طرفہ شدید بمباری نہیں کی گئی۔ جو فوجیں کویت چھوڑ کر واپس بصرہ کی طرف جارہی تھیں ان کے متعلق مبصرین کا کہنا ہے کہ اس طرح انہیں بمباری کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ ساری سڑک کویت سے بصرہ تک لاشوں سے اٹی پڑی تھی اور ٹوٹے' بکھرے ہوئے گاڑیوں کے' موٹروں کے' بکتر بند گاڑیوں کے اور دوسری کئی قسم کی Transport کے پرزے ہر طرف بکھرے پڑے تھے۔ اور تباہی کا ایسا خوف ناک منظر تھا کہ جسے انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ مغربی مبصرین کا تبصرہ ہے اور بمباری کے متعلق یا عراق میں بغداد پر بمباری کے متعلق بھی جو مبصر وہاں تبصرہ کر رہا تھا اس کی اپنی آواز بار بار کانپ جاتی تھی اور وہ کہتا تھا کہ تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ آج رات کیسی ہولناک بمباری ہو رہی ہے۔

میں نے اس کے متعلق پہلے بھی کہا تھا کہ اور باتوں کے علاوہ دراصل یہ ویٹنام کی ذلت کا بھوت ہے جو احساس کمتری بن کر امریکہ پر سوار ہے اور کسی طرح اس بھوت کو وہ ہمیشہ کے لئے نکالنا چاہتے ہیں۔ پس وہ رات ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک خاص بدمستی کی رات تھی جس میں عراقیوں کے خون کی شراب پی کر وہ ویٹنام کا غم غلط کرنا چاہتے تھے۔ میرا یہ تاثر اس طرح درست ثابت ہوتا ہے کہ اس جنگ کے بعد صدر بش نے جو تبصرہ کیا وہ بعینہ یہی تبصرہ ہے انہوں نے اعلان کیا۔

By God we have kicked the Vietnam
Syndrome once and for all
(Harrisburg Patriot News Mar. 2 1991 U.S.A)

کہ خدا کی قسم! ہم نے ویٹنام کے احساس کمتری کو' جو ایک اندرونی بیماری بن کر ہماری جان کو لگ چکا تھا' ہمیشہ کے لئے ٹھڈے مار کر باہر نکال دیا ہے۔ لیکن اصل واقعہ یہ نہیں ہے جو وہ سمجھ رہے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک انتہائی ہولناک ظلموں کی داستان کا ہوا جو دراصل ان کے پیچھے پڑا ہوا تھا اور ویسا ہی ایک اور ظلموں کی داستان کا ہوا انہوں نے پیدا کر دیا ہے۔ پس اب ایک ہوے کا مسئلہ نہیں' اب دو ہوؤں کا مسئلہ ہے۔ دو بھوت ہیں جو ہمیشہ امریکہ پر سوار رہیں گے۔ ایک ویٹنام کا بھوت اور ایک عراق پر ظلم و ستم کا بھوت۔

ان کو یہ اس لئے دکھائی نہیں دے رہا کہ ان کے ہاں اس مسئلے کا تجزیہ اس سے بالکل مختلف ہے جو تجزیہ دنیا کی نظر میں ہے۔ دنیا ویٹنام کو اس طرح نہیں دیکھتی کہ وہاں ۵۴ ہزار امریکن ہلاک ہوئے اور ان کی لاشیں واپس اپنے وطن پہنچائی گئیں۔ دنیا ویٹنام کے قصے کو اس طرح دیکھتی

ہے کہ ۲۵ لاکھ ویتنامی وہاں ہلاک ہوئے اور ہزارہا شہر اور بستیاں خاک میں مل گئیں۔ تو زاویئے کی نظر سے مختلف صورتیں دکھائی دے رہی ہیں' مختلف مناظر دکھائی دے رہے ہیں۔ پس جس ویتنام سے وہ بھاگنا چاہتے ہیں اور وہ اپنے خیال میں ایسے ویتنام سے بھاگے جہاں ۵۴ ہزار امریکن موت کے گھاٹ اتارے گئے اس کے مقابل پر عراق میں ان کو کوئی بھی نقصان نہیں ہوا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ تاریخ اس نظر سے نہیں دیکھتی۔ تاریخ نے ویتنام کو ہمیشہ اس نظر سے دیکھا ہے اور ہمیشہ اسی نظر سے دیکھتی رہے گی کہ امریکن قوم نے اس جدید زمانے میں تہذیب کا لبادہ اوڑھ کر ناحق ایک نہایت کمزور اور غریب ملک پر حملہ کیا اور ساڑھے آٹھ سال تک ان پر مظالم برساتے رہے۔ ایسے ایسے خوفناک بم برسائے گئے کہ دیہات کے دیہات' علاقوں کے علاقے بنجر ہو گئے۔ پس ویتنام کی یاد کو وہ کبھی بھلا نہیں سکتے۔ کیونکہ کبھی دنیا ان کو بھلانے نہیں دے گی اور اب اس پر عراق کے ظلم و ستم کا اضافہ ہو چکا ہے۔

Mr. Tom King جو برٹش گورنمنٹ کے سیکرٹری آف ڈیفنس ہیں انہوں نے پارلیمنٹ میں اس بربادی کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ ہم نے اس مختصر عرصے میں عراق کے تین ہزار قصبات کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ جہاں یہ دعوے کئے جاتے تھے کہ عراق کے مظلوموں کو ہم ایک ظالم اور سفاک کے چنگل سے نکالنے کی خاطر یہ جنگ کر رہے ہیں' وہاں تین ہزار عراقی قصبوں اور شہروں کو تہ خاک کر دیا ہے اور جو باقی تفصیلات ہیں ان کے ذکر کی یہاں ضرورت نہیں کہ کتنے ان کے سپاہی مارے گئے یا دوسری قسم کے کتنے ہتھیاروں کا نقصان ہوا۔ لیکن اس تھوڑے سے عرصے میں تین ہزار شہروں کا مٹی میں مل جانا یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ تاریخ میں کبھی اس تھوڑے سے عرصے میں کسی قوم پر اتنی آفات نہیں توڑی گئیں جتنی عراق پر ان ظالموں نے توڑی ہیں اور اس کے باوجود فتح کے شادیانے بجا رہے ہیں۔ حیرت ہے' ذلت اور رسوائی کی حد ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کسی امریکن بچے کی لڑائی جاپان کے "انوکی" سے کروا دی جائے اور وہ اس کو مار مار کے ہلاک کر دے اور پھر نعرے لگائے کہ دیکھو جاپان کو امریکہ پر فتح حاصل ہو گئی۔ تیس قومیں اکٹھی ہوئی ہوئیں' دنیا کی تمام طاقتوں نے مل کر عراق کے خلاف ایکا کیا ہوا اور ہر قسم کے جدید ہتھیاروں میں ہر میدان میں سبقت تھی' ہر میدان میں بالادستی تھی اور جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر' دانت نکال کر' پنجے کاٹ کر کہنا چاہئے جس طرح جانور کے پنجے کاٹے جاتے ہیں' پھر ان کو مارا گیا ہے اور اس پر اب فخر کیا جا رہا ہے کہ کتنی عبرتناک شکست دی ہے۔ بہرحال یہ باتیں تو ماضی کا حصہ بن چکی ہیں۔ اس کے مستقبل میں جو نہایت خوفناک نتائج نکلنے والے ہیں ان سے متعلق جیسا کہ میں مشورہ دے رہا تھا' چند اور مشورے عربوں کو بھی' دوسرے مسلمانوں کو بھی اور تمام دنیا کی خصوصاً تیسری دنیا کی قوموں کو بھی دینا چاہتا ہوں۔

عرب اقوام کے لئے چند قیمتی مشورے

عربوں کو فوری طور پر اپنے اندرونی مسائل حل کرنے چاہئیں اور اس اندرونی مسائل کے دائرے میں میں ایران کو بھی شامل کرتا ہوں کیونکہ تین ایسے مسائل ہیں جو اگر فوری طور پر حل نہ کئے گئے تو عربوں کو فلسطین کے مسئلے میں کبھی اتفاق نصیب نہیں ہو سکے گا۔

ایران کی عربوں کے ساتھ ایک تاریخی رقابت چلی آ رہی ہے جس کے نتیجے میں سعودی عرب اور کویت عراق کی مدد پر مجبور ہو گئے تھے اور باوجود اس کے کہ اندرونی طور پر اختلافات تھے وہ کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتے کہ ایران انکے قریب آ کر بیٹھ جائے۔ دوسرا شیعہ سنی اختلاف کا مسئلہ ہے اور اس مسئلے میں بھی سعودی عرب حد سے زیادہ الرجک ہے' وہ شیعہ فروغ کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا۔ تیسرا مسئلہ کردوں کا مسئلہ ہے۔

جہاں تک دشمن کی حکمت عملی کا تعلق ہے' اسرائیل سب سے زیادہ اس بات کا خواہش مند ہے کہ یہ تینوں مسائل بھڑک اٹھیں۔ چنانچہ جنگ ابھی دم توڑ رہی تھی کہ وہاں عراق کے جنوب میں شیعہ بغاوت کروا دی گئی اور شیعہ بغاوت کے نتیجے میں ایران عرب رقابت کا مسئلہ خود بخود جاگ جاتا تھا۔ چنانچہ شیعہ علماء نے ایران کی طرف رجوع کیا اور ان سے مدد چاہی۔ غالباً سعودی عرب نے اس موقعہ پر بہت شدید دباؤ ڈالا ہے (کوئی خبر تو باہر نہیں نکلی لیکن منطقی نتیجہ یہ نکلتا ہے) اور امریکہ کو اس یہودی سازش کا آلہ کار بننے سے روک دیا ہے ورنہ یہ معاملہ یہاں رکنے والا نہیں تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایران نے عقل سے کام لیا ہو ورنہ علاقے میں اگلی خوفناک جنگوں کی بنیاد ڈال دی جاتی۔ تاہم دشمن کی طرف سے یہ کوشش ابھی تک جاری ہے اور اگر یہ کامیاب ہو گئی تو اس کے نتیجے میں دشمنوں کو دو اہم مقصد حاصل ہو جائیں گے۔

اول: ایران عرب رقابتیں بڑھنی شروع ہوں گی اور

دوم: شیعہ سنی اختلافات بھڑک اٹھیں گے

اور یہ دونوں افتراق پھر دوسرے کئی قسم کے جھگڑوں حتیٰ کہ جنگوں پر بھی منتج ہو سکتے ہیں۔

کردوں کو بھی اسی وقت انگیخت کیا گیا ہے۔ کردوں کا مسئلہ اس لئے آگے نہیں بڑھا کہ مغربی قومیں بظاہر انصاف کے نام پر بات کرتی ہیں لیکن فی الحقیقت محض اپنے ذاتی مقاصد دیکھتی ہیں۔ اس موقعہ پر کردوں کا مسئلہ چھیڑنا ان کے مفاد میں نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کرد مسئلے کا تعلق صرف عراق سے نہیں ہے کرد مسئلے کا تعلق چار قوموں سے ہے۔ ایرانیوں سے ترکوں سے ' روسیوں سے اور عراقیوں سے۔ پس اگر انصاف کے نام پر عراق کے خلاف کردوں کو ابھارتے اور ان کی مدد کرتے تو لازماً ترکی کے خلاف بھی ابھارنا پڑتا تھا ورنہ ان کے انصاف کا بھرم ٹوٹ جاتا اور یہ دعویٰ جھوٹا ثابت ہو جاتا اور کردوں کو انگیخت کرنے کے نتیجے میں ویسے بھی تمام کردوں کے اندر آزادی کی نئی رو چلتی اور مسائل صرف عراق کے لئے پیدا نہیں ہونے تھے بلکہ ایران کے لئے ' ترکی کے لئے اور روس کے لئے بھی پیدا ہونے تھے۔ پس اس وقت خدا کی تقدیر نے وقتی طور پر ان مسائل کو ٹال دیا ہے لیکن نہایت ضروری ہے کہ یہ تمام مسلمان قومیں جن کا ان مسائل سے تعلق ہے ' فوری طور پر آپس میں سر جوڑیں اور ان مسائل کو مستقل طور پر حل کریں ورنہ یہ ایک ایسی تلوار کے طور پر ان کے سروں پر لٹکے رہیں گے جو ایسی تار سے لٹکی ہوئی ہو گی جس کا ایک کنارہ مغربی طاقتوں کی انگلیوں میں پکڑا ہوا ہے یا الجھا ہوا ہے کہ جب چاہیں اس کو گرا کر سروں کو زخمی کریں ' جب چاہیں اتار کر سر سے لے کر دل تک چیرتے چلے جائیں۔ ان مسائل کے استعمال کا یہ خوفناک احتمال ہمیشہ ان کے سر پر لٹکا رہے گا اور یہی حال دنیا کے دیگر مسائل کا ہے۔ مغربی طاقتیں ہمیشہ بعض موجود مسائل کو جب چاہیں چھیڑتی ہیں اور استعمال کرتی ہیں اور اس طرح تیسری دنیا کی قومیں ایک دوسرے سے لڑ کر ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کا موجب بنتی ہیں۔

ایک اور اہم مشورہ ان کے لئے یہ ہے کہ بظاہر یہ کہا جا رہا ہے کہ امریکہ اسرائیل پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ اردن کا مغربی کنارہ خالی کر دے لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ سب قصہ ہے ' ایک ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے۔ اگر امریکہ اس بات میں مخلص ہوتا کہ اسرائیل اردن کا مغربی کنارہ خالی کر دے تو صدام حسین کی یہ پہلے دن کی پیش کش قبول کر لیتا کہ ان دونوں مسائل کو ایک دوسرے سے باندھ لو۔ میں کویت خالی کرتا ہوں تم اسرائیل سے ان کے مقبوضہ علاقے خالی کرا لو۔ خون کا ایک قطرہ بہے بغیر یہ سارے مسائل حل ہو جانے تھے۔

پھر اس تیزی سے اسرائیل وہاں آبادیاں کر رہا ہے اور جو روپیہ اسرائیل کو اس وقت مغربی طاقتوں کی طرف سے دیا گیا ہے اس روپے کا اکثر استعمال اردن کے مغربی کنارے میں روس کے یہودی مہاجرین کو آباد کرانا ہے۔ اس لئے عقلاً "کوئی وجہ سمجھ ہی نہیں آتی کہ ایسا واقعہ ہو جائے کہ امریکہ اس دباؤ میں سنجیدہ ہو اور اسرائیل اس بات کو مان جائے۔ ایک خطرہ ہے کہ اس کو ایک طرف رکھ کر شام کو یہ مجبور کیا جائے کہ مصر کی طرح تم باہمی دو طرفہ سمجھوتے کے ذریعے اسرائیل سے صلح کر لو۔ اگر یہ ہوا تو فلسطینیوں کا عربوں میں نگہداشت کرنے والا اور ان کی سر پر ہاتھ رکھنے والا سوائے عراق اور اردن کے اور کوئی نہیں رہے گا۔ عراق کا جو حال ہو چکا ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں اردن میں یہ طاقت ہی نہیں ہے بلکہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسرائیل اردن سے ایسی چھیڑ چھاڑ جاری رکھے کہ اس کو بہانہ مل جائے کہ اردن نے چونکہ ہمارے خلاف جارحیت کا نمونہ دکھایا ہے یا ہمارے دشمنوں کی حمایت کی ہے اس لئے ہم اس کو بھی اپنے قبضے میں لے لیں تو اس نقطہ نگاہ سے مشرق وسطیٰ کی تین قوموں۔ ایران ' عراق اور اردن کا اتحاد انتہائی ضروری ہے اور اس کے علاوہ دیگر عرب قوموں سے ان کی مفاہمت بہت ضروری ہے تاکہ یہ تین نتھر کے ایک طرف نہ رہیں بلکہ کسی نہ کسی حد تک دیگر عرب قوموں کی حمایت بھی ان کو حاصل ہو۔

ایک اور مسئلہ جو اب اٹھایا جائے گا وہ سعودی عرب کے اور کویت کے تیل سے ان عرب ملکوں کو خیرات دینے کا مسئلہ ہے جو تیل کی دولت سے خالی ہیں۔ یہ انتہائی خوفناک خودکشی ہو گی۔ اگر ان ملکوں نے اس طریق پر سعودی عرب اور کویت کی امداد کو قبول کر لیا کہ گویا وہ حق دار تو نہیں لیکن خیرات کے طور پر ان کی جھولی میں بھیک ڈالی جا رہی ہے تو اس کے نتیجے میں فلسطین کے مسئلے کے حل ہونے کے جو باقی امکانات رہتے ہیں وہ بھی ہمیشہ کے لئے مٹ جائیں گے۔ اس لئے اس مسئلے پر عربوں کو یہ موقف اختیار کرنا چاہئے کہ عربوں کو خدا تعالیٰ نے جو تیل کی دولت دی ہے وہ سب کی مشترک دولت ہے اور ایسا فارمولہ طے کرنا چاہئے کہ اس مشترک دولت کی حفاظت بھی مشترک طور پر ہو اور اس کی تقسیم بھی منصفانہ ہو۔ البتہ جن ملکوں میں یہ دولت دریافت ہوئی ہے ان کو پانچواں حصہ جیسا کہ اسلامی قانون خزائن کے متعلق ہے ' (پانچواں یا فقہاء کے نزدیک اگر اختلافات ہوں تو جو کچھ نہ کچھ حصہ زائد دے دیا جائے) مگر مشترکہ دولت کے اصول کو منوانا ضروری ہے اور اس پر قائم رہنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ان کو جو کچھ ملے گا وہ عزت نفس قربان کر کے نہیں ملے گا بلکہ اپنا حق سمجھتے ہوئے ملے گا اور امر واقعہ یہی ہے کہ سارا عالم عرب ایک عالم تھا جسے مغربی طاقتوں نے توڑا ہے اور اپنے وعدے توڑتے ہوئے توڑا ہے ورنہ پہلی جنگ عظیم کے معاہدہ واضح قطعی وعدہ انگریزی حکومت کی طرف سے تھا کہ ہم ایک متحد آزاد عرب کو پیچھے چھوڑ کر جائیں گے اور وہ متحد آزاد عرب کا وعدہ ان کے حق میں ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سارے عرب کی

دولت مشترکہ دولت تسلیم کر لی گئی تھی اور اسی اصول کو پکڑ کر اسے مضبوطی سے تھام لینا چاہئے اور اس گفت و شنید کو ان خطوط پر آگے بڑھانا چاہئے۔

اقتصادی دولت مشترکہ کی ضرورت

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس تمام خطے کی ایک اقتصادی دولت مشترکہ بنی چاہئے اس سے پہلے صدر ناصر نے جو ایک عرب کا تصور پیش کیا تھا وہ سیاسی وحدت کا تصور تھا۔ ضروری نہیں ہوا کرتا کہ سیاسی وحدت کا تصور پہلے ہو اور اقتصادی اور دوسری وحدتوں کا تصور بعد میں آئے۔ جب سیاسی وحدت کے تصور کو پہلے رکھا جاتا ہے تو باقی وحدتوں کو بعض دفعہ شدید نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے یورپ کی کامن مارکیٹ بناتے ہوئے یہاں کے ذی شعور لیڈروں نے پہلے اقتصادی تعاون کی بات چلائی ہے اور تھوڑے تھوڑے حصوں میں اقتصادی تعاون کے مقاصد کو حاصل کرنے کے بعد رفتہ رفتہ سیاسی وحدت کی طرف قدم اٹھایا ہے۔

یہ Pan Arabism کی تحریک جس کا میں نے ذکر کیا ہے دراصل اس کا آغاز صدر جمال ناصر سے بہت پہلے جمال الدین افغانی نے کیا تھا اور یہ انہی کا فلسفہ ہے جس کو اپنا کر بعد میں یہ تحریکات آگے بڑھیں۔ پس جمال الدین افغانی کا یہ تصور کہ عرب کو متحد ہو جانا چاہئے بلکہ عالم اسلام کو متحد ہو جانا چاہئے' ایک ایسا تصور ہے جو اس شکل میں مسلمان ملکوں کو قبول ہو نہیں سکتا' نہ قرآن کریم نے تمام مسلمانوں کے ایک حکومت کے اندر اکٹھے ہونے کا کہیں کوئی تصور پیش کیا ہے۔ اس شکل میں تو عرب وحدت بھی حاصل ہونا ناممکن ہے سوائے اس کے کہ مختلف قدموں اور مراحل میں حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

پس سب سے اہم قدم اقتصادی وحدت کا ہے جس میں مشترکہ لائحہ عمل ہو' مشترکہ منصوبے بنائے جائیں اور اس سارے خطے کو خصوصیت کے ساتھ خوراک میں خود کفیل بنانے کے منصوبے ہوں اور انڈسٹری میں یعنی صنعت و حرفت میں خود کفیل بنانے کے منصوبے ہوں تب ان ممالک کی آزادی کی کوئی ضمانت دی جا سکے گی۔

تیسری دنیا کیلئے خطرہ

اس ضمن میں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اقتصادی آزادی کا تعلق صرف اس خطے سے نہیں ہے بلکہ تمام تیسری دنیا کی قوموں کے ساتھ ہے اور ان کے لئے ایک شدید خطرہ در پیش ہے جس کو ابھی سے پوری طرح سمجھنا چاہئے اور اس کے لئے انسدادی کارروائیاں کرنی نہایت ضروری ہیں' وہ خطرہ Neo Imperialism یعنی جدید استعماریت کا ہے۔

روس کے ساتھ صلح ہونے کے بعد وہ مشرقی دنیا جو اشتراکی نظریات کی حامل تھی وہ اپنے نظریات کو تج کر کے تیزی کے ساتھ پرانے زمانے کی طرف لوٹ رہی ہے اور اب نئے مقابلے استعماریت کے لحاظ سے ہوں گے۔ جب روس نے موجودہ مشکلات سے سنبھالا لے لیا اور ان پر عبور پا لیا تو اس کے بعد روس کے لئے اقتصادی مقابلے کے لئے ان سے منڈیاں چھیننے کا مسئلہ سب سے اہم مسئلہ بن جائے گا۔ جرمنی ایک نئی اقتصادی قوت کے طور پر ابھرے گا اور مشرقی یورپ کے اور بہت سے ممالک جرمنی کے ساتھ اس معاملے میں اتحاد کریں گے اور ان سب کی اجتماعی اقتصادی پیداوار نئی منڈیوں کی متقاضی ہو گی۔ پس تیسری دنیا کے تمام ممالک کے لئے ہولناک خطرات درپیش ہیں۔ یورپ بھی جاگ رہا ہے اور امریکہ بھی جاگ رہا ہے اور ان سب کے اتحادی مقاصد تیسری دنیا پر اس طریق پر مکمل اقتصادی قبضہ کرنے کے ہیں کہ جس کے بعد صرف سسک سسک کر دم لینے والی زندگی باقی رہ جائے گی۔ عزت کے ساتھ دو وقت کی روٹی کھا کر زندہ رہنے کا تیسری دنیا کی قوموں کے لئے کوئی سوال باقی نہیں رہے گا۔ افریقہ کے بعض ممالک ہیں جو ابھی اس حالت کو پہنچ چکے ہیں کہ جہاں ان کے لئے سانس لینا بھی دوبھر ہو رہا ہے۔

اقتصادی تعاون اور باہمی مسائل کو حل کرنے کی ضرورت

پس اقتصادی تعاون کی مختلف منڈیاں بنی ضروری ہے۔ مثلاً پاکستان اور ہندوستان اور بنگلہ دیش اور سری لنکا' یہ ایک ایسا خطہ ہے جس میں قدرتی طور پر اقتصادی تعاون کی منڈی بنانے کا امکان موجود ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے اگر ان کے اندرونی مسائل حل ہوں۔ اگر اندرونی مسائل حل نہ ہوں تو نہ یہ اقتصادی منڈیاں بن سکتی ہیں نہ موجودہ تکلیف دہ صورتحال کا کوئی دوسرا حل ممکن ہے۔ موجودہ تکلیف دہ صورتحال سے مراد وہ صورت حال ہے جو میرے ذہن میں ہے کہ اس کے نتیجے میں آپ جب اس پر مزید غور کریں گے تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ہمیشہ کے لئے تیسری دنیا کے ان ممالک کا اپنی مصیبتوں سے نجات پانے کا ہر رستہ بند ہوا ہوا ہے۔ ان کے لئے

کوئی نجات کی راہ نہیں ہے اور آنکھیں بند کر کے یہ اسی طرز فکر پر قائم ہیں، اسی قسم کے مسائل کو حل کرنے کی ان کی کوششیں ہیں جن کے اندر حل ہونے کی کوئی صلاحیت ہی نہیں ہے۔ ایسے بند رستے ہیں جن سے آگے گذرا جا ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ مسائل یہ ہیں۔
مثلاً کشمیر کا مسئلہ ہے۔ کشمیر کے مسئلے کے نتیجے میں ہندوستان اور پاکستان میں جو رقابتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ ان رقابتوں کے نتیجے میں یہ اتنی بڑی فوج پالنے پر مجبور ہیں کہ جس کے بعد دنیا کا کوئی ملک اقتصادی طور پر آزادی سے زندہ نہیں رہ سکتا۔ ساٹھ فیصدی سے زائد جس قوم کی اجتماعی دولت فوج پالنے پر خرچ ہو رہی ہو اس کے حصے میں دنیا میں وقار کی زندگی ہے ہی نہیں، اس کے لئے مقدر ہی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اقتصادی لحاظ سے اپنی طاقت سے بڑھ کر دفاع پر خرچ کرتا ہے اسے بھیک مانگنا لازم ہے۔ اس کی بقاء کے لئے ضروری ہے کہ وہ اقتصادی لحاظ سے بھی دنیا سے بھیک مانگے اور فوجی طاقت کو قائم رکھنے کے لئے بھی دنیا سے بھیک مانگے۔ پس ہندوستان اور پاکستان کو بھکاری بننے کی جو لعنت ملی ہوئی ہے یا اس لعنت میں وہ مبتلا ہیں کہ مشرق و مغرب جہاں بھی توفیق ملے وہ ہاتھ پھیلا کر پہنچ جاتے ہیں کہ ہمیں کچھ بھیک دو تو اس کی بنیادی وجہ آپس کے یہ اختلافات ہیں۔ آخری تصفیے میں اس کے سوا کوئی صورت نہیں بنتی۔
پس مسئلہ کشمیر اور اس قسم کے دیگر مسائل کو حل کرنے کے نتیجے میں ان علاقوں میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور بھی چیزیں ہیں جن پر عملدر آمد ضروری ہے، صرف ہندوستان اور پاکستان کے لئے ہی نہیں، باقی مشرقی دنیا کے لئے بھی خواہ وہ ایشیا کی ہو یا افریقہ کی ہو، اسی طرح جنوبی امریکہ میں بھی ایسے ہی مسائل ہیں، ہر جگہ یہی مصیبت ہے کہ علاقائی اختلافات کے نتیجے میں عدم اطمینان ہے، عدم اعتماد ہے اور ہر جگہ تیسری دنیا کے غریب ملک اپنی خود حفاظتی کے لئے اتنا زیادہ خرچ کر رہے ہیں کہ امیر ملک اس کا دسواں حصہ بھی نہیں کر رہے۔ جن کو توفیق ہے وہ تو تین فیصد سے چار فیصد کی بات کرتے ہیں، چار سے پانچ کی اور جب سات فیصد خرچ پہنچ جائے تو اس پر خوفناک بحثیں ہو جاتی ہیں کہ اتنا زیادہ دفاع پر خرچ ہو رہا ہے، ہم برداشت نہیں کر سکتے اور غریب ملکوں کی عیاشی دیکھیں کہ ساٹھ ساٹھ، ستر ستر، فیصد خرچ کر رہے ہیں اور اس کے باوجود یہ کافی نہیں سمجھا جاتا چنانچہ فوجی امداد مانگی جاتی ہے۔

خود کفالت کی ضرورت

اقتصادی امداد نے ان کو بھکاری بنا دیا اور بھکاری بننے کے بعد ان کی اقتصادی حالت سدھر سکتی ہی نہیں۔ ہر ملک کا یہی حال ہے۔ کیونکہ جس شخص کو جھوٹے معیار زندگی کے ساتھ چمٹ جانے کی عادت پڑ گئی ہو۔ جس شخص کو اپنے جھوٹے معیار زندگی کو بھیک مانگ کر قائم رکھنے کی عادت پڑ چکی ہو وہ نفسیاتی لحاظ سے اس قابل ہو ہی نہیں سکتا کہ اقتصادی طور پر اس میں خود اعتمادی پیدا ہو اور وہ خود کوشش کر کے اپنے حالات کو بہتر کرے۔ بالکل یہی حال قوموں کا ہوا کرتا ہے۔ آپ نے کبھی مانگنے والے انسانوں کو خوشحال نہیں دیکھا ہو گا۔ مانگنے والے انسان مانگتے ہیں، کھاتے ہیں پھر بھی برے حال میں رہتے ہیں ہمیشہ ترستے ہی ان کی زندگیاں گزرتی ہیں اور وہ لوگ جو قناعت کرتے ہیں وہ اس کے مقابل پر بعض دفعہ نہایت غریبانہ حالت سے ترقی کرتے کرتے بڑے بڑے مالدار بن جاتے ہیں۔
پس تیسری دنیا کی قومیں بد قسمتی سے ایک اور لعنت کا شکار ہیں اور وہ ہے قناعت کا فقدان۔ عزت نفس کا فقدان۔ ہاتھ پھیلانے کی گندی عادت اور اس عادت کے نتیجے میں معیار زندگی کا جھوٹا ہو جانا آپ نے دیکھا ہو گا بعض دفعہ امیر آدمی بھی ہوٹلوں پر اس طرح خرچ نہیں کرتا جس طرح ایک مانگنے والا بھکاری بعض دفعہ خرچ کر دیتا ہے۔ اس کے نزدیک دولت کی قدر ہی کوئی نہیں ہوتی۔ پیسے مانگے، اچھا کھا لیا اور چھٹی ہوئی اور اگلے وقت کے لئے خدا تعالیٰ پھر ہاتھ سلامت رکھے تو مانگنے کے لئے کافی ہیں، بالکل یہی نفسیات ان قوموں کی ہو جایا کرتی ہے۔ ایک جھوٹا فرضی معیار زندگی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور دیکھنے میں خوشحال دکھائی دیتے ہیں حالانکہ ان کی خوشحالی مانگے کی خوشحالی ہے۔ پس اس خوشحالی کی وجہ سے دھوکے میں مبتلا رہتے ہیں۔ غربت کی تنگی ان کو مجبور کر سکتی تھی کہ وہ اقتصادی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور اس کے لئے محنت کریں اور کوشش کریں۔ وہ تنگی صرف وہاں محسوس ہوتی ہے جہاں قوم کا طبقہ بے بس ہے اور جہاں صاحب اختیار طبقہ ہے وہاں محسوس نہیں ہوتی، یعنی ایسی قومیں دو حصوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ ایک بہت ہی محدود طبقہ ہے جو بالائی طبقہ کہلاتا ہے وہ غریب کی زندگی سے بالکل بے حس ہے اور اس کو پتہ ہی نہیں کہ غریب ان کی آنکھوں کے نیچے کیسے بدحالی میں زندگی گزار رہا ہے پس جہاں تکلیف محسوس ہوتی ہے وہاں اختیار کوئی نہیں، وہاں قوم کی پالیسیاں نہیں بنائی جاتیں۔ اور جہاں پالیسی بنانے والے دماغ ہیں، حکمت طے کرنے والے سر ہیں وہاں تکلیف کا احساس نہیں پہنچتا۔ پس ایک گہری اعصابی بیماری ہے جس طرح ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے تو نچلے دھڑ کا اوپر کے دھڑ سے واسطہ نہیں رہتا۔ پاؤں جل بھی جائیں تو دماغ کو پتہ نہیں لگتا۔ پس یہ ہولناک بیماری ہے جو بھیک مانگنے کے نتیجے میں تیسری دنیا کے ملکوں کو لاحق ہو چکی ہے۔

فوجی امداد کی لعنت

اس کے بعد فوجی امداد کی بات آپ دیکھ لیجئے۔ زیادہ مہنگے ہتھیار جب آپ خریدیں گے تو وہ اقتصادی حالت جس کا پہلے ذکر گزرا ہے وہ اور بھی زیادہ بدتر ہوتی چلی جائے گی اور یہی ہو رہا ہے اور چونکہ آپ زیادہ نہیں خرید سکتے اس لئے مانگنے پر مجبور ہیں۔ جب آپ ہتھیار دوسری قوموں سے مانگتے ہیں تو ہتھیاروں کے ساتھ ان کے فوجی تربیت دینے والے بھی آتے ہیں یا آپ کے فوجی تربیت حاصل کرنے کے لئے ان کے ملکوں میں بھی جاتے ہیں اور جتنا بھی غیر قوموں کا جاسوسی کا نظام تیسری دنیا میں موجود ہے اس کا سب سے بڑا ذمہ دار یہی فیکٹر (Factor) یہی صورتحال ہے کہ ہتھیار مانگنے کے نتیجہ میں اپنی فوج کو دوسرے ملکوں کے تابع فرمان بنانے کے احتمالات پیدا کر دیتے ہیں اور جہاں تک میں نے تفصیل سے فوجی امداد دینے والی قوموں اور فوجی امداد لینے والی قوموں کے حالات کا جائزہ لیا ہے خود ان کے مصنفین کھلم کھلا اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ جہاں جہاں بھی فوجی امداد دی گئی ہے وہاں وہاں فوجوں میں اپنے غلام بنالئے گئے ہیں اور کثرت کے ساتھ یہ واقعہ دنیا کے ہر ایسے ملک میں ہو رہا ہے جہاں فوجی امداد پہنچ رہی ہے۔ اب اس حصے میں سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ صرف امریکہ ہی نہیں ہے جو فوجی امداد کے ذریعے دوسرے ملکوں کو غلام بنا رہا ہے بلکہ اسرائیل بھی امریکہ کے دست راست کے طور پر یہی کام کر رہا ہے اور اسرائیل کی فوجی امداد بعض ایسے ملکوں تک بھی پہنچتی ہے جہاں امریکہ براہ راست نہیں دے سکتا تو اسرائیل کے سپرد کر دیتا ہے اور بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں دونوں مل کر اپنے اپنے دائرے میں غلامی کی دوہری زنجیریں پہنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ مغربی ممالک کے فرسودہ اسلحہ کی مارکیٹ ہمیشہ تیسری دنیا کے ملک بنے رہتے ہیں اور جب بھی ہتھیاروں کی کوئی جدید کھیپ تیار ہوتی ہے تو پرانی کھیپ کے کھپانے کے لئے نئی منڈیاں ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ بعض غریب ملکوں میں سروں کی فصلیں پک کر کاٹے جانے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں کیونکہ غریب ممالک کے آپس کے اختلافات ان ہتھیاروں کی مارکیٹ پیدا کرتے ہیں۔ ابھی تو صرف امریکہ کے زائد اسلحہ کی کچھ ڈھیریاں ختم ہوئی ہیں۔ روس کے اسلحہ کے پہاڑ بھی ابھی فروخت کے لئے باقی ہیں اور دیگر مغربی ممالک کا بھی اس تجارت میں شامل ہو جانا ہرگز بعید از قیاس نہیں۔

پس میں جب یہ کہتا ہوں کہ ملٹری ایڈ (Aid) اور Aids میں مشابہت ہے تو یہ ایک لطیفے کی بات نہیں ایک بڑی گہری حقیقت ہے۔ Aids کی بیماری جس سے دنیا آج بہت ہی زیادہ خوف زدہ ہے اور جس کے متعلق بعض پیش گوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ۹۸-۱۹۹۷ء تک یہ بڑے پیمانے پر مغربی عیسائی قوموں کو ہلاک کرے گی۔ اس کی تفصیل میں جانے کی اس وقت ضرورت نہیں لیکن میں الگ بعض مواقع پر ذکر کر چکا ہوں۔ Aids کی بیماری کا تعارف یہ ہے کہ Aids کی بیماری کے جراثیم انسان کے خون کے اندر دفاعی نظام میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں اور نظام دفاع پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ پس جس نظام دفاع کو خدا تعالیٰ نے بیماریوں پر قابو پانے کے لئے بنایا تھا وہ خود بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور اپنے خلاف وہ حرکت کر نہیں سکتا۔ پس ملٹری ایڈ بالکل اسی Aids کے مشابہ ہے۔ وہاں غیر قومیں ہمارے غریب ملکوں کے نظام دفاع پر قبضہ کرتی ہیں اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس کا پورا احساس نہیں ہے یعنی صحتمند حصوں کو بھی احساس نہیں ہے۔ ہمارے ہاں (ہمارے ہاں سے مراد صرف پاکستان نہیں بلکہ تیسری دنیا کے سب ممالک ہیں) انٹیلی جینس کی آنکھیں اندرونی انقلابات کے خطروں کی طرف لگی رہتی ہیں چنانچہ Counter Insurgency Measures لئے جاتے ہیں۔ ایسی تنظیمیں بنائی جاتی ہیں جو اندرونی بغاوت کے خلاف ہمیشہ مستعد رہیں گی اور Counter Insurgency کے داؤ سیکھنے کے لئے اکثر صورتوں میں امریکہ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور بہت سی صورتوں میں اسرائیل کی طرف بھی رجوع کیا جاتا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کہ سری لنکا میں اسرائیل نے ان کو Conter Insurgency کے طریق سکھائے اور باغیوں کو بھی بغاوت کے طریق اسرائیل نے ہی سکھائے۔ اسی طرح لائبیریا میں اسرائیل نے بغاوت کا مقابلہ کرنے کے طریق سکھائے اور اب مبصرین یہ لکھ رہے ہیں کہ اسرائیل نے لائبیریا کے سربراہ کی حفاظت اتنی عمدگی سے کی کہ بغاوت کی اطلاع تک وہاں نہیں پہنچنے دی اور اس طرح مکمل طور پر ان کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔

ایسے ملکوں کی لسٹ (List) بہت لمبی ہے۔ بہت سے افریقن ممالک ہیں اور بعض دوسرے ایشیائی ممالک ہیں جن میں صرف امریکہ ہی نہیں بلکہ اسرائیل بھی انکو بغاوت کے خلاف طریق کار سکھانے میں سب سے زیادہ پیش پیش ہے۔ اور خطرہ ان سے ہی ہے جو طریق کار سکھانے آتے ہیں۔ ان غریب ملکوں پر بھی ان کی فوجوں کے ذریعے قبضے کئے جاتے ہیں۔

پس اگر کوئی ضرورت ہے تو ایسے جاسوسی نظام کی ضرورت ہے جو اس بات کا جائزہ لے کہ مغربی طاقتوں سے یا غیر مغربی طاقتوں سے خواہ کوئی بھی ہوں جہاں جہاں فوج کے روابط ہوئے ہیں وہاں کس قسم کا زہر پیچھے چھوڑا گیا ہے۔ کس قسم کے رابطے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ رابطہ کرنے والے جو فوجی ہیں وہ زیر نظر رہنے چاہئیں۔ خطرات باہر سے آنے والے ہیں، اندر سے پیدا ہونے والے خطرات کم ہیں۔ اگر بیرونی خطرات کا آپ مقابلہ کر لیں تو اندرونی خطرات کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ اندرونی خطرات بھی پیدا ہوتے ہیں مگر ہمیشہ ظلم کی صورت

میں ورنہ ناممکن ہے کہ اندرونی طور پر ہماری اپنی فوجوں کو اپنے شہریوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو یا اپنی سیاست کو اپنے شہریوں سے کوئی خطرہ لاحق ہو۔

پس یہ دوسرا پہلو ہے جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ باہر کی قومیں یعنی ترقی یافتہ قومیں شور مچاتی ہیں کہ آمریت کا خاتمہ ہونا چاہئے مگر تیسری دنیا کو اپنا غلام بنانے کے لئے وہاں ان کو آمریت ہی موافق آتی ہے کیوں کہ جہاں آمریت ہو وہاں اندرونی خطرات پیدا ہو جاتے ہیں اور اندرونی خطرات سے بچنے کے لئے بیرونی سہارے ڈھونڈنے پڑتے ہیں اور بیرونی سہارے جس طرح میں نے بیان کیا اس طرح ملتے ہیں۔ پھر جب تک مرضی کے مطابق کام کیا جائے اس وقت تک یہ بیرونی سہارے ساتھ دیتے ہیں، جب مرضی کے خلاف بات کی جائے تو یہ سہارے خود بخود ٹوٹ جاتے ہیں۔ یہ وہ لعنت ہے جس کا تیسری دنیا شکار ہے اور اب وقت ہے کہ ہوش سے کام لے۔ اب جبکہ استعماریت کا ایک نیا دور شروع ہو چکا ہے اور شدید خطرے لاحق ہیں۔ اپنی قومی آزادی کی حفاظت کے لئے اور عزت نفس کی حفاظت کے لئے اور قوموں کی برادری میں وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کے امکانات پیدا کرنے کی خاطر ضروری ہے کہ ان سب امور پر بڑا گہرا غور کیا جائے اور تیزی کے ساتھ اقدامات کئے جائیں۔

بیرونی امداد کے نقصانات

خلاصۃً "یہ کہ امیر ملکوں سے موجودہ طرز پر امداد حاصل کرنے کے یہ نقصانات ہیں:

اول: امداد دینے والا ملک امداد لینے والے کو ذلیل اور رسوا کر کے امداد دیتا ہے اور متکبرانہ رویہ اختیار کرتا ہے یہاں تک کہ اگر امداد لینے والا ملک آزادی ضمیر کے حق کو بھی استعمال کرے تو اس کی امداد بند کر دیئے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے جیسا کہ صدر بش نے حال ہی میں شاہ حسین اور اردن سے سلوک کیا۔

دوئم: امداد کے ساتھ Strings یعنی ایسی شرطیں منسلک کر دی جاتی ہیں جس سے قومی آزادی پر حرف آتا ہے۔

سوم: امداد کے ساتھ سودی قرضے کا بھی ایک بڑا حصہ شامل ہوتا ہے اور بالعموم بہت بڑی بڑی اجرتیں پانے والے غیر ملکی ماہرین بھی اس کھاتے میں بھجوائے جاتے ہیں جو امداد کا ایک بڑا حصہ کھا جاتے ہیں۔

اکثر افریقہ اور ایشیا میں یہ تلخ تجربہ بھی ہوا ہے کہ امداد کے نام پر پہلی Generation کی مشینری مہنگے داموں فروخت کر دی جاتی ہے اور اکثر ایسے کارخانے جدید ٹیکنالوجی والے کارخانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے عوارض ہیں جو تیسری دنیا کے ممالک کی انڈسٹری کو لگے رہتے ہیں جس سے قرضے اتارنے کی صلاحیت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور قرضوں کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تقریباً تمام جنوبی امریکہ اس وقت قرضے کی زنجیروں میں جکڑا جا چکا ہے۔ اور امریکہ یا دیگر امیر ملکوں سے امداد پانے والا ایک ملک بھی، میں نے نہیں دیکھا، جس کا قرضوں کا بوجھ ہلکا ہو رہا ہو۔ یہ تو دن بدن بڑھنے والا بوجھ ہے یہاں تک کہ کثیر قومی آمد قرضوں کا سود اتارنے پر ہی صرف ہو جاتی ہے۔

پس امداد لینے والے اور امداد مانگنے والے ملکوں کو کبھی دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے دیکھا نہیں گیا۔ امداد دینے کے بعد رسوا کن رویہ اور اختلاف کی صورت میں امداد بند کرنے کے طعنے اقتصادیات کے علاوہ قومی کردار کو بھی تباہ کر دیتے ہیں۔

پس صرف غیرت ہی کا نہیں بلکہ اور بھی بہت سے دوررس مفادات کا شدید تقاضا ہے کہ بڑے بڑے امداد دینے والے ملکوں کی امداد شکریہ کے ساتھ رد کر دی جائے اور وہ مسلمان ممالک جن کو خدا تعالیٰ نے تیل کی دولت عطا فرمائی ہے ان غیر مسلم ممالک کو ساتھ ملا کر جو تعاون علی البر پر تیار ہوں، اسلامی اصول کے تابع ایک نیا امدادی نظام جاری کریں جس میں اولیت اس بات کو دی جائے کہ تیسری دنیا کے وہ غریب ممالک جن پر ہر وقت فاقے اور قحط کی تلوار لٹکی رہتی ہے ان کو جلد تر خوراک میں خود کفیل بنایا جائے یا اقتصادی لحاظ سے ان کو اتنا مضبوط کیا جائے کہ ان میں اپنے لئے باہر سے خوراک خریدنے کی اہلیت پیدا ہو جائے۔ قحط زدہ افریقن ممالک کی طرف دنیا کا موجودہ رویہ انتہائی ذلیل بھی ہے اور غیر موثر بھی۔ ملکوں میں قحط اچانک آتش فشاں پہاڑ پھٹنے کی طرح نمودار نہیں ہوا کرتے۔ کئی سال پہلے سے اقتصادی ماہرین کو علم ہوتا ہے کہ کہاں کب بھوک پڑنے والی ہے۔ پس بڑی بے حسی کے ساتھ انتظار کیا جاتا ہے کہ کب قومیں بھوک سے نڈھال ہو جائیں تو ان کو کچھ خوراک مہیا کرنے کے ساتھ انہیں غلامی کے شکنجوں میں جکڑنے کے لئے سیاسی اور نظریاتی سودے بھی کر لئے جائیں۔

پس قرآنی شرطوں کے مطابق آزاد کرنے والی امداد کا نظام جاری کرنا چاہئے نہ کہ غلام بنانے والی امداد کا۔ تیل کے ممالک اگر خدا کی خاطر اور بنی نوع انسان کی خاطر اپنی تیل کی آمد کی زکوۃ یعنی اڑھائی فیصد اس مقصد کے لئے الگ کر دیں تو اکثر غریب ممالک سے بھوک کی

لعنت مٹائی جا سکتی ہے۔ اس ضمن میں جاپان کو بھی ساتھ شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ تیسری دنیا کے ملکوں کو کھل کر جاپان سے یہ بات طے کرنی چاہئے کہ تم تیسری دنیا میں رہنا چاہتے ہو یا اپنے آپ کو مغربی ملک شمار کرنے لگے ہو۔ اگر تیسری دنیا میں رہنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تیسری دنیا کے مسائل طے کرنے میں، خصوصاً اقتصادی مسائل طے کرنے میں بھرپور تعاون کرو بلکہ راہنمائی کرو اور قائدانہ کردار ادا کرو ورنہ نہ تم ہمارے رہو گے نہ سفید فام قوموں میں شمار کئے جاؤ گے۔

مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی ضرورت

اگر ہم اندرونی مسائل کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے بات شروع کریں تو کشمیر کے سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ تین حل ایسے ہیں جن پر غور ہونا چاہئے۔ موجودہ صورتحال تو ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ اگر یہ صورتحال مزید جاری رہی تو دونوں ملک تباہ ہو جائیں گے۔ اس مسئلے کا ایک حل تو یہ ہے کہ آزاد کشمیر اور جموں اور کشمیر کو پہلے یہ موقعہ دیا جائے کہ وہ یہ فیصلہ کریں کہ تم تینوں مل کر اکٹھا رہنا چاہتے ہو یا آزاد کشمیر پاکستان کے ساتھ مل جائے اور جموں ہندوستان کے ساتھ مل جائے اور وادیء کشمیر الگ ہو جائے۔ دوسرا حل یہ ہو سکتا ہے کہ وادیء کشمیر الگ آزاد ہو اور یہ دونوں ملک الگ الگ آزاد ہوں یعنی جموں الگ آزاد ہو اور جس کو ہم آزاد کشمیر کہتے ہیں یہ الگ آزاد ہو اور تیسری صورت یہ ہے کہ وہ تینوں مل کر ایک ملک بنائیں پس تین امکان ہوئے۔ آزاد کشمیر الگ ملک، جموں الگ ملک اور وادیء کشمیر الگ ملک۔ دوسری صورت تینوں کا ایک ملک اور تیسری صورت یہ کہ آزاد کشمیر پاکستان کے ساتھ مل جائے۔ جموں ہندوستان کے ساتھ مل جائے اور کشمیر ایک الگ ریاست کے طور پر نیا وجود حاصل کرے۔ یہ موقعہ تفصیلی بحث کا تو نہیں ہے۔ یہ فیصلہ تو ان قوموں نے خود کرنا ہے۔ ان کا ہی حق ہے لیکن میں جہاں تک سمجھا ہوں یہ تیسرا حل جو ہے یہ زیادہ موزوں رہے گا اور دیرپا رہے گا اور علاقے میں امن کے لئے بہت بہتر ثابت ہو گا کیونکہ آزاد کشمیر کے لوگ ہم مزاج ہیں اور ایک جیسے مزاج کے لوگ ہیں جن کا وادی کے کشمیریوں سے مختلف مزاج ہے۔ وادی کے کشمیریوں کا ایک الگ مزاج اور ایک الگ تشخص ہے اور جموں کے لوگوں کا ایک بالکل جداگانہ تشخص ہے اور مذہبی لحاظ سے بھی وہ ہندوستان کے قریب تر ہیں۔ پس اگر استحکام چاہئے تو غالباً یہ حل سب سے اچھا رہے گا لیکن اس شرط کے ساتھ وہاں آزادی ہونی چاہئے کہ آزاد ملک اس بات کی ضمانت دے کہ کسی طاقتور ملک کے ساتھ الگ سمجھوتے کر کے ہندوستان اور پاکستان کے امن کے لئے خطرہ نہیں بن سکے گا۔ اس کے لئے آپس میں سمجھوتے سے باتیں طے کی جا سکتی ہیں۔ اگر یہ نہ کیا گیا اور اسی طرح سکھوں کے ساتھ صلح نہ کی گئی اور دیگر اندرونی مسائل طے نہ کئے گئے تو علاقے میں کبھی امن قائم نہیں ہو سکتا۔

پاکستان کے لئے دردمندانہ نصیحت

پاکستان کے اندر جو درست ہونے والے توازن ہیں مثلاً سندھی، پنجابی، بلوچی، پٹھان وغیرہ وغیرہ۔ پھر مذہبی اختلافات ہیں۔ یہ سارے مسائل ہیں جو بارود کی طرح ہیں یا آتش فشاں پہاڑ کی طرح ہیں، کسی وقت بھی پھٹ سکتے ہیں اور یہی وہ مسائل ہیں جن سے دیگر قومیں فائدہ اٹھایا کرتی ہیں۔ پس پیشتر اس کے کہ دیگر قوموں کو فائدے کا موقعہ ملے آپ اپنے ملک کی اندرونی حالت کو درست کریں۔ اندرونی حالت کو بھی درست کریں۔ ہمسایوں کے ساتھ بھی تعلقات درست کریں اور اس کے نتیجے میں آپ کو سب سے بڑا فائدہ یہ پہنچے گا کہ توجہ اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی طرف ہو جائے گی۔ آپس میں اشتراک عمل کے ساتھ تعاونوا علی البر والتقوی کی روح کے ساتھ مذہب کو بیچ میں لائے بغیر ہر اچھی چیز پر دوسری قوم کے ساتھ تعاون کے امکانات پیدا ہو جائیں گے اور فوج کا خرچ کم ہو جائے گا اور فوج کا خرچ جتنا کم ہو گا اور اقتصادیات جتنا ترقی کرے گی اتنے ہی امکانات پیدا ہوں گے کہ غریب کی حالت بہتر ہو جائے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے امکانات کہا ہے اس لئے کہ غریب کی حالت بہتر کرنے کے لئے یہ ساری چیزیں کافی نہیں جب تک اوپر کے طبقے کی سوچ صحت مند نہ ہو۔ اگر اوپر کے طبقے کی سوچ بیمار ہے اور بے حسی ہے اور بے حیائی ہے اور عظیم الشان ہوٹل بنتے چلے جا رہے ہیں اور ریسٹورانٹ کے بعد ریسٹورانٹ پیدا ہو رہا ہے۔ اور ایک سوسائٹی ہے جو سر شام شروع ہو کر رات گئے تک ان ریسٹورانٹس کے چکر لگاتی ہے اور ہوٹلوں کے چکر لگاتی ہے اور عیش و عشرت میں مبتلا رہتی ہے اور لاہور چمک رہا ہوتا ہے اور کراچی جگمگا رہا ہوتا ہے۔ اگر یہی رجحان جاری رہا اور کسی کی نظر اس طرف نہ گئی کہ ان روشنیوں کے نیچے ایسے ظالم اندھیرے ہیں کہ ان اندھیروں میں تھوڑی دیر بھی آپ جھانکیں تو ان کے اندر کلبلاتی ہوئی انسانیت کی ایسی دردناک شکلیں نظر آئیں گی کہ اس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مثال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ میری بیٹی عزیزہ فائزہ جب قادیان جلسے پر گئی تو واپسی پر اٹاری اسٹیشن پر گاڑی پکڑنے لگی۔ دو بچے بھی ساتھ تھے، کھانے کے لئے چیزیں نکالیں تو وہاں چھوٹے چھوٹے غریب بھوکے بچوں کا ایک ہجوم آ گیا۔ اور وہ کہتی تھی کہ صاف نظر آتا تھا کہ بھوکے ہیں، صرف پیشہ ور بھکاری نہیں ہیں۔ چنانچہ اس نے وہ کھانا ان میں تقسیم کیا۔ پھر اس کے بعد قادیان سے جو دوستوں نے تحفے دیئے ہوئے تھے کھانے پینے کی چیزیں وغیرہ، وہ

نکالیں، وہ تقسیم کیں اور جو بات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں وہ یہ نہیں کہ اس نے تقسیم کیں۔ یہ تو ہر انسان جس کے سینے میں انسانی دل دھڑک رہا ہو وہ یہی کرے گا لیکن جو خاص بات قابل توجہ ہے، وہ یہ ہے کہ ان غریبوں میں بھی انسانیت کا اعلیٰ معیار پایا جاتا ہے۔ انسانیت ان غریب ملکوں میں چھوٹی سطح پر زیادہ ملتی ہے بہ نسبت اونچی سطح کے۔ اس نے بتایا کہ جب سب کچھ تقسیم ہو کے ختم ہو گیا تو میرے پاس کوکا کولا کا ایک (Tin) ٹن تھا، میں نے کہا وہ بھی ان کو پلاؤں تو ایک بڑی بچی کو دے دیا۔ اس نے ایک گھونٹ پیا اور پھر ایک ایک بچے کو ایک ایک گھونٹ پلاتی تھی اور گھونٹ پلانے کے بعد اس طرح اس کے چہرے پر طمانیت آتی تھی جس طرح ماں بھوکے بچے کو دودھ پلا کر تسکین حاصل کرتی ہے اور مسکرا کے ان کی طرف دیکھتی تھی کہ دیکھیں کیا مزا آیا اور بچوں کی قطار لگ گئی۔ ایک کے بعد ایک کوکا کولا کا ایک گھونٹ پیتا تھا اور سمجھتا تھا اس کو آب حیات مل گیا ہے۔ اس کے بعد جب گاڑی چلنے لگی تو پولیس کے روکنے کے باوجود، دھکے کھانے کے باوجود یہ بچے اتنا ممنون احسان تھے کہ گاڑی کے ساتھ دوڑتے چلے جاتے تھے اور سلام کرتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ نظرسے اوجھل ہو گئے۔ جب وہ مجھ سے یہ واقعہ بیان کر رہی تھی، اس وقت میں نے سوچا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں اپنی اس بچی کو زیادہ پیار سے دیکھ رہا ہوں یا وہ بھوکے بچے جنہوں نے احسان کے بعد اس کو پیار سے دیکھا تھا۔ اور میں نے سوچا کہ زندگی میں بعض ایسے لمحات بھی آتے ہیں جب انسانی قدریں خونی رشتوں پر غالب آجایا کرتی ہیں۔ اور انسانی تاریخ میں سب سے بڑا انسانی تعلقات کے خونی رشتوں پر غالب آنے کا دور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے عہد میں آیا۔ بلاشبہ وہ ایک ایسا دور تھا کہ ہر خونی رشتہ ثانوی حیثیت اختیار کر گیا تھا اور انسانی قدروں کو عظمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بلند کر دیا تھا کہ مکارم الاخلاق پر آپ کا قدم تھا۔ وہ دور ہے جسے واپس لانے کی ضرورت ہے۔ یہ انسانی قدریں ہیں جو تیسری دنیا کو بچائیں گی۔ یہ قدریں تو آپ کے قدموں کے نیچے پامال ہو رہی ہیں۔ اور خدا کی تقدیر بڑی قوموں کے نیچے آپ کو پامال کرتی چلی جارہی ہے۔ کیوں خدا کی تقدیر کے اس اشارے کو آپ نہیں سمجھتے۔ افسوس ہے کہ دونوں ملک کشمیر کی جنت اپنانے کے لالچ میں اپنے ملکوں کے غرباء کو جہنم میں جھونکے ہوئے ہیں۔

پس تیسری دنیا میں جتنے دوسرے چاہیں حل اختیار کر لیں جب تک عزت نفس کو زندہ نہیں کیا جاتا، جب تک وقار کو زندہ نہیں کیا جاتا، جب تک احسان کے جذبوں کو زندہ نہیں کیا جاتا، جب تک تمام انسانی قدروں کی حفاظت کا عہد نہیں کیا جاتا اور اس عہد کو پورا کرنے کے سامان نہیں کئے جاتے، اس وقت تک تیسری دنیا کی تقدیر بدل نہیں سکتی اور تیسری دنیا آزاد نہیں ہو سکتی۔

پس ترقی یافتہ قومیں جن کو پہلی دنیا کہا جاتا ہے، نہ صرف آزاد ہیں بلکہ آپ کو غلام بنانے کے لئے پہلے سے زیادہ مستعد اور تیار ہو رہی ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اقتصادی قدم اس رخ پر ہے کہ اس کے بعد یہ چاہیں نہ چاہیں، یہ ان قدموں کے ذریعے تیسری دنیا کی غریب قوموں کو مزید پامال کرنے پر مجبور ہوتی چلی جائیں گی۔ کیونکہ یہ اپنا معیار نہیں گرا رہیں اور ان کی سیاسی طاقتوں میں یہ استطاعت ہی نہیں ہے کہ اپنی قوم کو معیار گرانے کے مشورے دیں، جو پارٹی ایسا کرے گی وہ پارٹی انتخاب ہار جائے گی۔ اس لئے یہ ایسے غلیظ پھندے میں جکڑے جا چکے ہیں کہ ظلم پر ظلم کرنے پر اب مجبور ہو چکے ہیں۔ اس لئے اپنے دفاع کے لئے تیسری قوموں کو خود اٹھنا ہو گا۔ اس کے بغیر نہ ان کو اپنی فوجوں سے آزادی مل سکتی ہے، نہ اپنی بداخلاقیوں سے آزادی، نہ ان سب لعنتوں سے آزادی مل سکتی ہے جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور جب قومیں ان بیماریوں کا شکار ہوں تو پھر یہ شکوہ کیا کہ ہم مر رہے ہیں اور گدھیں ہماری پاس آکر بیٹھی ہماری موت کا انتظار کر رہی ہیں۔ مارنے کے لئے آپ کے جسم کے اندر بیماری پیدا ہوتی ہے اور وہ بیماری جراثیم کو دعوت دیتی ہے۔ جراثیم سے بھی بیماری پیدا ہوتی ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ صحت مند جسم کو جراثیم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پس بیماری کا آغاز اندر سے ہوتا ہے نہ کہ باہر سے۔ جب جسموں کی دفاع کی طاقت ختم ہو جائے تو پھر جراثیم وہاں پہنچتے ہیں اور جسموں پر قبضہ پالیتے ہیں اور جب ان کا قبضہ مکمل ہو جاتا ہے تو پھر یہ جسم لازماً موت کے منہ میں جا سوتے ہیں اور گدھوں کا آنا اور ان کی بوٹیاں نوچنا اور ان کی ہڈیاں بھنبھوڑنا، یہ ایک قدرتی عمل ہے جس نے بعد میں لازماً آنا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ یہ تقدیر ہے جس سے کوئی دنیا کی طاقت آپ کو بچا نہیں سکتی اگر آج آپ خود فیصلہ نہ کریں۔

پس پیشتر اس کے کہ آپ اس کنارے تک پہنچ جائیں اور پھر آپ کی لاشیں خواہ کھلے میدان میں عبرت کا نشان بن کر پڑی رہیں یا قبروں میں دفن کی جائیں، اگر آج آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اخلاق کو اور بیان فرمودہ تعلیم کو اپنا لائحہ عمل بنالیں گے اور انسانی قدروں کی حفاظت کریں گے اور کھوئی ہوئی قدروں کو دوبارہ نافذ کریں گے تو غیروں کی ذلت آمیز غلامی سے نجات کا صرف یہ طریق ہے، اس کے سوا اور کوئی طریق نہیں ہے۔

تیسری دنیا کیلئے ایک نئی یونائیٹڈ نیشنز کی ضرورت

ایک اور بڑی اہم بات یہ ہے کہ خلیج کی جنگ اور اس کے دوران ہونے والے واقعات نے تیسری قوموں کو ایک اور سبق بھی دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کا نظام بوسیدہ ہو چکا ہے یعنی جہاں تک تیسری دنیا کے مفادات کا تعلق ہے اقوام متحدہ کا نظام بالکل بوسیدہ اور ردی کی ٹوکری

میں پھینکنے کے لائق بن چکا ہے۔ جب تک روس کے ساتھ امریکہ کی مخالفت تھی یا رقابت تھی اس وقت تک اقوام متحدہ کے نظام میں غریب ملکوں کو تباہ کرنے کی ایسی صلاحیت موجود نہیں تھی کیونکہ امریکہ بھی ویٹو کرکے کسی غریب ملک کی حفاظت کر سکتا تھا اور روس بھی ویٹو کرکے کسی غریب ملک کی حفاظت کر سکتا تھا اور فیصلہ صرف اس بات پر ہوتا تھا کہ امریکہ کا دوست غریب ملک ہے یا روس کا دوست غریب ملک ہے۔ اب تو ساری دنیا میں کسی غریب ملک کو سہارا دینے کے لئے کوئی باقی نہیں رہا۔ اتفاق نیکی پر نہیں ہوا اتفاق بدی پر ہو چکا ہے۔

پس قرآن کریم نے جب یہ فرمایا کہ تعاونو اعلی البر والتقوی (سورۃ المائدۃ: ۳) تو اس کا مطلب صرف تعاون نہیں ہے' مطلب یہ ہے کہ صرف نیکی پر اکٹھے ہوا کرو۔ بدی پر تعاون نہ کیا کرو۔ لیکن سیاسی دنیا کے تعاون اس بات پر ہوتے ہیں کہ نیکی یا بدی کی بحث ہی نہیں ہے' ہمارے مشترکہ مفاد میں جو بات ہوگی ہم اس پہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے۔ پس یہ فیصلے ہیں جو دنیا میں ہو چکے ہیں۔ روس اور امریکہ کے درمیان یہ فیصلے ہو چکے ہیں اور چین کو اس وقت ایسی حالت میں ایک طرف پھینکا گیا ہے کہ اس میں طاقت نہیں ہے کہ وہ دخل دے سکے اور ابھی اس کو اقتصادی لحاظ سے مزید کمزور کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے۔ اگر یہ صورتحال اسی طرح جاری رہی تو اس کے نتیجے میں اقوام متحدہ کا ادارہ اور اس سے منسلک تمام ادارے' سیکیورٹی کونسل وغیرہ صرف کمزور ملکوں پر ظلم کے لئے استعمال کئے جائیں گے اور ان کے فائدے کے لئے استعمال ہو ہی نہیں سکتے۔ صرف ان کے فائدے کے لئے استعمال ہوں گے جو ان قوموں کی غلامی کو تسلیم کرلیں اور ان کے پاؤں پڑ جائیں' ان کے لئے اقوام متحدہ کا ادارہ دولتیں بھی لائے گا' سہولتیں بھی پیدا کرے گا' ان کو عزت کے خطابات بھی دے گا اور ان کی طرف دوستی کے ہاتھ بھی بڑھائے گا۔ ہر قسم کے فائدے جو ذلت اور رسوائی کے نتیجے میں کمینگی سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ تیسری دنیا کے ملکوں کو حاصل ہو سکیں گے۔ لیکن عزت کے ساتھ' وقار کے ساتھ' سربلندی کے ساتھ اگر اس دنیا میں اس یونائیٹڈ نیشنز کے ساتھ وابستہ رہ کر کوئی قوم زندہ رہنا چاہے تو اس کے کوئی امکان نہیں ہیں۔

پس ایک حل اس کا یہ ہے کہ جس طرح پہلی جنگ کے بعد ۱۹۱۹ء میں لیگ آف نیشنز (League of Nations) بنی۔ پھر دوسری جنگ کے بعد ۱۹۴۵ء میں یونائیٹڈ نیشنز (United Nations) کا قیام عمل میں آیا' اب اس خوفناک یکطرفہ جنگ کے بعد تیسری دنیا کی ایک نئی یونائیٹڈ نیشنز کا قیام کیا جائے اور اس میں صرف غریب اور بے بس ممالک اکٹھے ہوں۔ وہ جو غیر وابستگی (Neutrality) کی تحریک چلی تھی کہ غیر وابستہ ممالک اکٹھے ہوں وہ بوسیدہ ہو چکی ہے۔ اس کے اب کوئی معنے نہیں رہے' اس میں جان ختم ہو چکی ہے۔ اب ایک نئی تحریک چلنی چاہئے جس میں ہندوستان' پاکستان' ایران اور عراق وغیرہ ایک بہت ہی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں لیکن اس میں مذہبی تعصبات کو بیچ میں سے نکالنا ہوگا۔

اس لئے ایک مشورہ میرا یہ بھی ہے کہ مسلمان ممالک اگرچہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کے تعلق رکھیں خاص بھائی چارے کے نتیجے میں ذمہ داریاں ادا کریں لیکن مسلمان تشخص کو غیر مسلم تشخص سے لڑائیں نہیں۔ اگر یہ Polarization یعنی یہ تقابل باقی رہا کہ مسلمان ایک طرف اور غیر مسلم ایک طرف' تو خواہ غیر مسلم کہتے وقت آپ دماغ میں صرف مغربی طاقتیں رکھتے ہوں' لیکن جاپان بھی غیر مسلم ہے' کوریا بھی غیر مسلم ہے' ویت نام بھی غیر مسلم ہے' ہندوستان بھی غیر مسلم ہے' غرضیکہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں ہیں' وہ سمجھتی ہیں کہ پیغام ہمیں بھی پہنچ گیا ہے۔ اس لئے نہایت ہی جاہلانہ خودکشی والی پالیسی ہے کہ مسلمان کے تشخص کو غیر مسلم کے تشخص سے لڑادیں اور اس کے نتیجے میں کچھ بھی حاصل نہ کریں اور جو کچھ حاصل ہے وہ کھو دیں۔ پس دنیا میں تیسری دنیا کے اتحاد قائم ہو ہی نہیں سکتے جب تک قرآن کریم کی تعلیم --- تعاونوا علی البر والتقوی پر عمل نہ کیا جائے اور اس تعلیم میں مذہبی اختلاف کا کوئی ذکر ہی موجود نہیں۔ اس تعلیم کی رو سے مشرک سے بھی اتحاد ہو سکتا ہے' یہودی سے بھی ہو سکتا ہے' عیسائی سے بھی ہو سکتا ہے' دہریہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ مذہب کا کوئی ذکر ہی نہیں۔ بر اور تقویٰ ہونا چاہئے۔ ہر اچھی بات پر تعاون کرو۔

پس تعاون کے اصول کے اوپر ان قوموں کے ساتھ وسیع تر اتحاد پیدا کرنا اور اس کے نتیجے میں ایک نئی United Nations Of Poor Nations کا قیام انتہائی ضروری ہے۔ اب ضرورت ہے کہ دنیا کی غریب قوموں کی ایک متوازی اقوام متحدہ کی بنیاد ڈالی جائے جس کے منشور میں محض اسی حد تک اختیارات درج ہوں جس حد تک ان کے نفاذ کی اس انجمن کو طاقت ہو اور ہر ممبر ملک کے لئے اس عہد نامہ پر دستخط کرنے ضروری ہوں کہ وہ اس ادارے سے منسلک رہتے ہوئے ہر حالت میں عدل کی بالادستی کو تسلیم کرے گا۔

تیسری دنیا کے الجھے ہوئے معاملات اور قضیوں کو حل کرنے کیلئے اسی ادارہ کی سرپرستی میں دوطرفہ گفت و شنید کا منصفانہ اور موثر نظام قائم کیا جائے اور کمزور قوموں میں اس رجحان کو تقویت دی جائے کہ کوئی فریق اپنے قضیوں کو حل کرنے کے لئے ترقی یافتہ قوموں کی طرف رجوع نہیں کرے گا اور انہیں اپنے قضیئے نپٹانے میں دخل کی اجازت نہیں دے گا۔

تیل پیدا کرنے والے ممالک کی نئی تنظیم کی ضرورت

اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بعض تیل پیدا کرنے والے ملک بھی ایک نئی اوپیک (OPEC) کی بنیاد ڈالیں یعنی ایسی اوپیک جس میں امریکہ

کے وفادار غلاموں کو شامل نہ کیا جائے۔ امریکہ سے تعاون کرنے والے بے شک شامل کئے جائیں۔ کیونکہ ہمارا اصول یہ ہے ہی نہیں کہ مخالفت کی خاطر کوئی اتحاد قائم کئے جائیں۔ قرآن نے کہیں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ اتحاد نیکی پر ہونا چاہئے مگر کسی ملک کا اگر بڑی طاقتوں کے ساتھ بے اصولی پر اتحاد ہو چکا ہو اور ان کا یہ اتحاد قیام عدل کے لئے خطرہ بن جائے تو اس کے نتیجے میں غریب ممالک کے مفادات قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ پس لازم ہے کہ تیل پیدا کرنے والے ممالک اپنے دفاع کی خاطر نیا اتحاد کریں۔ مثلاً ایران ہے۔ عراق ہے۔ نائیجیریا ہے۔ انڈونیشیا' ملائشیا' سبا وغیرہ ہیں۔ اسی طرح جن دوسرے ملکوں میں جہاں کسی حد تک تیل ملتا ہے وہ آپس میں اکٹھے ہو کر اپنی ایک اوپیک بنائیں۔ اگر یہ مشترکہ طور پر اپنی Policies طے کریں گے تو ان کے اوپر اس طرح ظلم کی ساتھ مغربی دنیا کی Policies کو مسلط نہیں کیا جا سکتا جس طرح عراق پر مسلط کر کے اسے غیر حکیمانہ طرز عمل پر مجبور کر دیا گیا۔ سعودی عرب اور کویت وغیرہ کچھ عرصے تک اپنی زیادہ تیل کی قوت کے نتیجے میں اس نئی اوپیک کو کچھ مجبور کر سکتے ہیں مگر اپنی دھن اور اصولوں پر اگر یہ قائم رہیں تو تھوڑی دیر کے بعد دباؤ کا یہ کھیل ختم ہو جائے گا۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ اس کے بہت مفید نتائج ظاہر ہوں گے۔

تیسری دنیا کے وہ ممالک جن میں تیل نہیں ہے ان کو بھی اپنی ایک متحدہ بے تیل کے ملکوں کی انجمن بنانی چاہئے کیونکہ جب بھی دنیا میں کسی قسم کے فسادات ہوتے ہیں' ہنگامے ہوتے ہیں' جنگیں ہوتی ہیں تو یہی بے چارے ممالک ہیں جو سب سے زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ پس اپنے تحفظات کے لئے ان کو اکٹھے ہو جانا چاہئے اور تیل والے ملکوں سے کچھ لمبے سمجھوتے کرنے چاہئیں تاکہ گذشتہ تجارب کی روشنی میں آئندہ کے احتمالات سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش ہو سکے۔

افرادی قوت مہیا کرنے والے ممالک کے مزدوروں کے تحفظ کی ضرورت

اس ضمن میں ایک اور چھوٹا سا اتحاد قائم کرنا بھی ضروری ہے' وہ ممالک جو تیل پیدا کرنے والے ممالک کو مزدور مہیا کرتے ہیں انہوں نے کبھی نہیں سوچا کہ ان کے مزدوروں کو اس طرح ذلیل اور رسوا کیا جاتا ہے اور ایسا ظالمانہ سلوک ان سے ہوتا ہے اور ان کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا کہ اس کے نتیجے میں قومی غیرت کچلی جاتی ہے اور قوم کے اندر ایک بے حیائی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ مجھے تو جانے کا موقعہ نہیں ملا مگر بعض مسافروں نے اور گلف میں کام کرنے والے بعض مزدوروں نے اس سلوک کے جو قصے سنائے ہیں جو ہوائی اڈوں پر اترتے ہی ان سے شروع ہو جاتا ہے اس کا سننا ہی ایک باغیرت شخص کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ مثلاً ہوائی اڈوں پر جب پاکستانی جہاز پہنچتے ہیں تو مقامی سپاہی ڈنڈے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے' سوٹیاں اٹھائی ہوئیں' ان کے ٹخنوں پر مارتے ہیں کہ یوں سیدھے ہو' یہاں کھڑے ہو' ایسے قطار بناؤ اور ایسا ذلت آمیز سلوک ان سے ہوتا ہے کہ جس طرح گائے بھینسوں کو ظالم ممالک میں ہانکا جاتا ہے۔ جو ترقی یافتہ ممالک ہیں ان میں تو گائے بھینس کی بھی اس سے بہت زیادہ عزت کی جاتی ہے۔ تو یہ کب تک برداشت کریں گے؟ غلاموں کی طرح ان سے سلوک اور پھر ان کی کمائیوں کا کوئی تحفظ نہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ وہ غریب مزدوری کرنے جاتے ہیں اور وہ مزدوری کے نتیجے میں ساری عمر کی کمائیاں لاکھ دو لاکھ جو کماتے ہیں' اگر ان کا مالک ناراض ہو جائے اور فیصلہ کر لے کہ ان کو ان کا حق نہیں دوں گا تو معاہدہ اس قسم کا ہوا ہوتا ہے کہ اس کے اختیار میں ہے کہ نہ دے۔ اگر عدالت میں جائیں بھی تو وہاں انکی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ تو نوکر رکھنے والا اگر ظالم اور سفاک ہو اور اس کو یقین ہو کہ میں جو چاہوں گا کر لوں گا تو نوکر کو تو غلام سے بھی زیادہ ذلت نصیب ہوتی ہے۔ پس ان ممالک کو ہندوستان' پاکستان' فلپائن وغیرہ یا جن جن ممالک سے لوگ آتے ہیں وہاں اکٹھے ہو کر یہ فیصلے کرنے چاہئیں کہ ہم اپنے مزدوروں کو عزت اور وقار کا تحفظ دیں گے اور اگر ان کی حق تلفی کی گئی یا ان سے بدسلوکی کی گئی تو سب مزدور مہیا کرنے والے ممالک مل کر آجر ممالک پر دباؤ ڈال کر اپنے مزدوروں کے حق دلوائیں گے اس طرح توازن پیدا ہو جائیں گے اور توازن کے نتیجے میں امن پیدا ہوتا ہے کیونکہ توازن ہی عدل کا دوسرا نام ہے جس کو قرآن کریم نے میزان بھی قرار دیا ہے پس امن بڑی قوموں کے طاقتور بادشاہوں یا ڈکٹیٹروں یا صدروں کے تحکمات سے تو قائم نہیں ہوا کرتا۔ امن تو لازماً توازن کے نتیجے میں قائم ہو گا اور توازن عدل سے پیدا ہوتا ہے بلکہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں ---- پس تمام عالمی سیاست میں نئے توازن پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس عہد کی ضرورت ہے کہ ہماری ہر انجمن' ہمارا ہر اتحاد' عدل کی بالادستی کے اصول پر قائم ہو گا۔

پس یہ جتنی انجمنوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں یہ بنیادی شرط ہونی چاہئے کہ ہر شامل ہونے والا ملک یہ عہد کرے کہ میں عدل کی بالادستی کو تسلیم کرتا ہوں' اپنے مفادات کی بالادستی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اور پھر ایسے انتظام ہونے چاہئیں کہ عدل کی بالادستی کا واقعی کوئی نہ کوئی ذریعہ پیدا کیا جائے اور جو عدل کا احترام نہیں کرتا اس کو اس نظام سے الگ کر دیا جائے۔

مجلس اقوام متحدہ کے تضادات

جو موجودہ یونائیٹڈ نیشنز (United Nations) ہے اس میں کئی قسم کے اندرونی تضادات بھی ہیں' ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے تاکہ نئی

وغیرہ پانچ ملکوں میں سے صرف ایک ملک کسی ملک پر ظلم کرنے کا فیصلہ کرلے تو جس پر چاہے اس پر حملہ کروادے۔ اس کے لئے عالمی طاقتوں کو جوابی کارروائی کا کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک سیکیورٹی کونسل کے مستقل ممالک میں سے ایک ملک اس بات پر قائم رہتا ہے کہ میں کسی کو اس ملک کے خلاف جوابی کارروائی کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس کا نام ویٹو ہے۔

یہ فیصلہ آج تک نہیں ہوا کہ یونائیٹڈ نیشنز یا سیکیورٹی کونسل کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ عدلیہ ہے؟ اگر یہ عدلیہ ہے تو پھر بین الاقوامی عدالت کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ عدلیہ نہیں ہے تو جھگڑوں میں فیصلہ کرتے وقت یہ کیسا فیصلہ کرسکتے ہیں؟ اور پھر عدلیہ نہ ہونے کی وجہ سے اس فیصلے کو بزور نافذ کرنے کا اختیار بھی ان کو نہیں ہو سکتا۔ اور اگر عدلیہ ہے تو ان کے عدل کا اثر کہاں کہاں تک جائے گا؟ وہ قومیں جو ان کی ممبر نہیں ہیں ان پر بھی پڑے گا کہ نہیں؟ یہ ایک اور سوال ہے جو اس کے نتیجے میں اٹھتا ہے۔

پھر اگر یہ محض ایک مشاورتی ادارہ ہے تو فیصلوں کو بزور نافذ کرنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں محض اسی حد تک اخلاقی دباؤ کا ضابطہ طے ہونا چاہئے جس کا سب قوموں کے خلاف برابر اطلاق ہو سکے۔

اور اگر یہ محض تعاون کا ادارہ ہے تو تعاون کس طرح لیا جائے اور کون کون سے ذرائع اختیار کئے جائیں اور اگر تعاون حاصل نہ ہو تو کیا کرنا چاہئے؟ یہ سب فیصلے ہونے والے ہیں۔

اسی طرح اگر یہ محض فلاح و بہبود کے کاموں میں غریب قوموں کی مدد کرنے کا ادارہ ہے تو اس پہلو سے بھی یہ　واضح اور معین ہونی چاہئے اور سیاست اور رنگ و نسل سے بالا رہ کر غریب قوموں یا آفت زدہ علاقوں کی امداد کا ایسا لائحہ عمل تیار ہونا چاہئے جس کی رو سے اقوام متحدہ کی انتظامیہ آزادانہ فیصلے کرسکے اور آزادانہ تنفیذ کی اہلیت بھی رکھتی ہو۔

یہ سوال بھی لازماً طے ہونا چاہئے کہ اقوام متحدہ کی انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کے فیصلوں کے نفاذ کو کیسے یقینی بنایا جائے کہ بڑی سے بڑی طاقت بھی اسے ماننے پر مجبور ہو۔ جب تک ان سوالات کا تسلی بخش جواب نہ ہو جس سے غریب اور کمزور قوموں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت ملتی ہو، یہ ادارہ محض طاقتور قوموں کی اجارہ داری کا ایک پر فریب آلہ کار بنا رہے گا۔

ایک سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگر یہ عدلیہ ہے تو یہ سوال اٹھے گا کہ ایک ایسا غریب ملک جس کی حمایت میں نہ امریکہ ہو، نہ روس ہو، نہ چین ہو، نہ فرانس ہو، نہ برطانیہ ہو اور اس کے حق میں اگر اقوام متحدہ کوئی بڑا فیصلہ کر دیتی ہے یعنی دو تہائی کی اکثریت سے فیصلہ کر دیتی ہے کہ یہ مظلوم ملک ہے اسکی حمایت ہونی چاہئے تو اس فیصلے کو نافذ کیسے کریں گے؟ وہ کیسی عدلیہ ہے جسے فیصلوں کو نافذ کرنے والی طاقتوں کا تعاون نصیب نہ ہو، اور تعاون حاصل کرنے کا قطعی ذریعہ اسے میسر نہ ہو۔

اس کی مثال تو ویسی ہی ہے کہ جیسے ایک دفعہ جب امریکہ کے ریڈ انڈ۔ینز نے امریکہ کی حکومت کے خلاف وہاں کی عدالت عالیہ میں اپیل کی اور یہ مسئلہ وہاں کی سپریم کورٹ کے سامنے رکھا کہ بار بار امریکہ کی حکومت نے ہم سے معاہدے کئے اور بار بار ان کی خلاف ورزی کی، بار بار جھوٹے تحفظات دیئے اور بار بار وہ علاقے جن کے متعلق قطعی طور پر تحریری معاہدے تھے کہ یہ ہمارے ہو چکے اور ان میں مزید دخل نہیں دیا جائے گا، دخل دے کر ہم سے خالی کروائے گئے اور ہمیں دھکیلتے دھکیلتے یہ ایک ایسی حالت میں لے گئے ہیں کہ جہاں اب ہماری بقا ممکن نہیں رہی۔ اب سوال زندہ رہنے یا نہ زندہ رہنے کا ہو گیا ہے۔ اس پر امریکہ کی سپریم کورٹ نے ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ انہوں نے کہا بالکل صحیح شکایت ہے، ان تمام معاملات میں جو ہمارے سامنے رکھے گئے ہیں حکومت نے غیر منصفانہ طریق اختیار کیا ہے اور ریڈ انڈینز کا حق ہے کہ پرانے سب فیصلوں کو منسوخ کرکے ان کے حقوق بحال کئے جائیں۔ جب یہ فیصلہ ہوا تو امریکہ کے صدر نے کہا کہ عدالت عالیہ کا فیصلہ سر آنکھوں پر لیکن اب عدالت کو چاہئے کہ اس کو نافذ بھی کردے تو بالکل وہی حیثیت آج یونائیٹڈ نیشنز کی ہے۔ ان پانچوں میں سے جن کو مستقل ممبر (Permanent Members) کہا جاتا ہے اگر ایک بھی چاہے کہ فیصلہ نافذ نہیں ہو سکتا، تو نہیں ہو سکتا۔

عجیب انصاف کا ادارہ ہے کہ جس کے خلاف بڑی طاقتیں سر جوڑ لیں اور ظلم پر اکٹھی ہو جائیں تو وہاں ہر چیز نافذ جائے گی لیکن جہاں یہ فیصلہ ہو کہ نافذ ہو نہیں ہونے دینا تو وہاں دنیا کا کوئی ملک، الگ الگ یا سارے مل کر بھی کوشش کریں تو اس کے مقابل پر ایک ملک کھڑا ہو سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ فیصلہ نافذ نہیں ہو گا۔ اور اتفاق بھی کرلیا جائے جیسا کہ فلسطین کے مسئلہ میں کئی ریزولیوشنز میں پانچوں طاقتوں نے اتفاق بھی کرلیا کہ اسرائیل وہ علاقے خالی کردے۔ تو اگر وہ پانچوں اتفاق بھی کر جائیں تب بھی فیصلہ نافذ نہیں ہو سکتا۔ یہ عجیب قسم کا امن عالم کا ادارہ ہے اور عجیب قسم کی یونائیٹڈ نیشنز (United Nations) ہے۔ فیصلے کرنے کا اختیار ہے، فیصلے نافذ کرنے کا اختیار نہیں۔ فیصلے نافذ کرنے کا اختیار بڑی طاقتوں کو ہے اور تمام دنیا کی قومیں بڑی طاقتوں کی مرہون منت بنی ہوئی ہیں۔ یہ ادارہ زندہ رہنے کے لائق نہیں ہے۔ یہ غلامی کو جاری رکھنے کا ادارہ ہے۔ غلامی کے تحفظات کا ادارہ ہے۔ آزادی کے تحفظات کا ادارہ نہیں۔

اس لئے اگر آج تیسری دنیا کی قوموں نے اس ادارے کے خلاف علم بغاوت بلند نہ کیا یا یہ کہنا چاہئے کہ ان کو انصاف کے نام پر تعاون پر مجبور نہ کیا اور اپنے قوانین بدلنے پر مجبور نہ کیا تو دنیا کی قومیں آزاد نہیں ہو سکیں گی اور یہ ادارہ مزید خطرات لے کر دنیا کے سامنے آئے گا اور

اسے بار بار بعض خوفناک مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اسکی تفصیل میں جانے کی اس وقت ضرورت نہیں۔

اسرائیل کے لئے خصوصی مشورہ

اب میں آخری بات آپ کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ اسرائیل کو بھی آج مخاطب ہو کر میں ایک مشورہ دے رہا ہوں۔ عام طور پر مسلمانوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ اسرائیل کا قیام مغرب کی سازش کے نتیجے میں 'اسرائیل کی چالاکیوں کے نتیجے میں ہوا ہے' یہ اپنی جگہ درست ہے لیکن اگر خدا کی تقدیر یہ نہ چاہتی تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس تقدیر کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ کس تقدیر نے آج اسرائیل کا مسئلہ کھڑا کیا ہے اور اسی تقدیر کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے کہ اس مسئلے کا کیا حل ہے۔ پس میں قرآن اور حدیث پر بناء رکھتے ہوئے اس مسئلے کو آج آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔ اور اسرائیل کو مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ کیونکہ آج امن عالم کا انحصار اسرائیل پر ہے اور اسرائیل کے فیصلوں پر ہے اور یہی ہمیں قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں سورۃ اسراء جسے بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے 'اس میں اس مسئلے پر چند آیات ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ آیت نمبر پانچ یعنی اگر بسم اللہ کو شمار کریں تو پانچ ورنہ چار' فرماتی ہے۔

وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ○ کہ ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ مقدر کر دیا تھا کتاب میں یعنی غالباً زبور مراد ہے یا تقدیر کی کتاب ہو سکتی ہے۔ بہرحال ہم نے کتاب میں اسرائیل کے ضمن میں یہ تقدیر بنا دی تھی' یہ فیصلہ کر دیا' تھا کہ لتفسدن فی الارض مرتین کہ تم یقیناً دو دفعہ زمین میں فساد برپا کرو گے ولتعلن علوا کبیرا اور بہت بڑی بغاوتیں کرو گے۔ اگلی چھٹی آیت فرماتی ہے فاذا جاء وعد اولھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلل الدیار و کان وعدا مفعولا ○ کہ جب پہلا وعدہ پورا ہونے کا وقت آیا تو ہم نے تم پر ایسے بندے مبعوث فرما دیئے جو بہت شدید جنگ کرنے والے بندے تھے۔ ہمارے بندے ایسے تھے جو نہایت سخت جنگجو تھے۔ وہ تمہارے گھروں کے بیچ گھس گئے۔ و کان وعدا مفعولا اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا اس وعدے کو کوئی ٹال نہیں سکتا تھا۔ کہ پہلی بغاوت تم کرو اور تمہیں سزا ملے اور وہ سزا دے دی گئی۔

ثم رددنا لکم الکرۃ علیھم و امددنکم باموال وبنین وجعلنکم اکثر نفیرا ○ پھر ہم نے تمہیں دوبارہ ان پر ایک طاقت عطا کر دی' غلبہ عطا فرما دیا اور ہم نے تمہاری مدد کی 'اموال کے ذریعے سے بھی اور اولاد کے ذریعے سے بھی اور پھر ہم نے تمہیں بڑھاتے ہوئے ایک بڑی طاقت بنا دیا۔

ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اگر تم اب حسن سلوک کرو گے اور پہلی بدیاں ترک کر دو گے تو دراصل اپنے سے ہی حسن سلوک کرنے والے ہو گے اور اگر تم نے پھر وہی بدی اختیار کی جو پہلے کر چکے تھے تو پھر وہ بدی بھی تمہارے خلاف ہی پڑے گی یعنی عملاً تم اپنے سے وہ بدی کرنے والے ہو گے۔ فرمایا فاذا جاء وعد الاخرۃ پھر دوسری دفعہ وعدہ پورا کرنے کا وقت بھی آگیا جیسا کہ دو وعدے کئے گئے تھے لیسوء اوجوھکم تاکہ یہ تقدیر پوری ہو کہ تم پھر بدی کرو گے اور اس بدی کا مزا چکھو گے اور تمہارے چہرے رسوا اور کالے کر دیئے جائیں گے۔ ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا ○ تاکہ وہ دوبارہ مسجد میں داخل ہوں جس طرح پہلے داخل ہوئے تھے اور اسے تباہ و برباد کر دیں۔ (یہاں ہیکل سلیمانی مراد ہے)

یہ دو وعدے تاریخ میں پورے ہو گئے 'ایک تیسرا بھی ہے' اس کا بھی قرآن کریم کی اسی سورۃ میں ذکر ملتا ہے (چنانچہ) اگلی آیت یعنی نویں آیت میں فرمایا!

عسی ربکم ان یرحمکم کہ اس کے بعد پھر جب خدا چاہے گا اور اگر خدا نے چاہا بلکہ عسی کا مطلب ہے ہو سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ خدا یہ چاہے ان یرحمکم کہ ایک دفعہ پھر تم پر رحم فرمائے لیکن یاد رکھنا جب تم پر رحم کیا جائے گا تو اس بات کو نہ بھلانا۔ وان عدتم عدنا اگر تم نے پھر ان سب بدیوں کا اعادہ کیا اور تکرار کی تو ہم بھی ضرور ان سزاؤں کا اعادہ کریں گے۔ جن کے دو دفعہ تم ماضی میں مزے چکھ چکے ہو۔ وجعلنا جھنم للکفرین حصیرا ○ اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں پھر اور کوئی چوتھی حرکت ان کی طرف سے نہیں ہو گی کیونکہ پھر جہنم کا ذکر ہے۔ اس کے بعد دنیا کے معاملات طے اور ختم' پھر آخری فیصلہ قیامت کے بعد ہو گا اور جہنم کے ذریعے سزا دی جائے گی۔

پہلے دو وعدوں کے متعلق میں مختصراً بتا دوں کہ کس طرح پورے ہوئے' ایک وعدہ تو شروع ہوا ۷۲۱ قبل مسیح میں جبکہ اسیر۔ئنز (Assyrians) نے یہود کی دو مملکتوں میں سے شمالی مملکت کو تاخت و تاراج اور اس پر قبضہ کر لیا اور یہ سماریہ بستی سے تعلق رکھنے والی مملکت تھی جسے اسرائیل کہا جاتا تھا۔ پس ۷۲۱ قبل مسیح میں یہ واقعہ شروع ہوا' مکمل نہیں ہوا۔ اس کی تکمیل ۵۹۷ قبل مسیح سے شروع ہوئی اور ۵۸۷ قبل مسیح میں پھر وہ دور اپنے درجہ کمال کو پہنچا یعنی وہ طاقت جس کو توڑنے کا آغاز اسیر۔ئنز سے ہوا تھا' ۱۲۴ سال کے بعد دوسرا سلسلہ (اس کے توڑنے کا) شروع ہوا اور اس دفعہ بابلیوں میں سے نبوکد نضر (Nebchadnezzar) نے یہودیوں کی بقیہ مملکت پر جسے جودیا کہا جاتا تھا یا جودا (Judah) بھی کہتے ہیں اور جس کا یروشلم دارالخلافہ تھا' اس پر حملہ کیا۔

پس یاد رکھیں کہ اس وعدے کے مطابق پہلا حملہ اسرائیل کو یعنی یہودیوں کی سلطنت کو ارض کنعان میں توڑنے کے لئے ۷۲۱ قبل مسیح میں ہوا اور اسیرین نے اس کا آغاز کیا اور اس کی تکمیل کے لئے دوسرا سلسلہ نبوکد نضر نے ۵۹۷ قبل مسیح میں شروع کیا اور ۵۸۷ قبل مسیح میں مکمل کیا ۔ دونوں دفعہ یہود کی طاقت کو شدید ضربیں لگائی گئیں لیکن دوسری دفعہ عملاً اسے بالکل ملیامیٹ اور نیست و نابود کر دیا گیا۔ بے شمار یہودیوں کو قیدی بنا کے نبوکد نضر ساتھ لے گیا اور ان میں حضرت حزقیل بھی ساتھ تھے اور حضرت حزقیل کی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سزا جو یہود کو ملی تھی یہ اس لئے ملی تھی کہ ان کی کتاب میں جو الٰہی محاورہ ہے وہ یہ ہے کہ ان دو بستیوں کی مثال دو کسبی عورتوں کی طرح ہو گئی تھی جو اپنا جسم بیچتی ہیں اور بے حیائی میں حد سے بڑھتی چلی جاتی ہیں اور غیروں کو اپنا دوست بناتی ہیں اور خدا سے دوستی توڑ رہی ہیں۔ بہت ہی خوفناک نقشہ کھینچا گیا ہے اور فرمایا کہ پھر جیسی سزا مقدر تھی خدا نے ان سے پھر تعلق توڑ لیا اور کہا اے کسبی عورتو! جس کی تم ہو اسی کی ہو رہو۔ چنانچہ واقعتہً "نبوکد نضر نے ان کسبیوں کو اٹھا کر اپنے وطن سے جدا کر دیا اور ہیکل سلیمانی کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اس کے بعد ۵۵۱ یا ۵۴۳ میں یا اس کے لگ بھگ حضرت حزقیل نبی کی کوششوں سے اہل فارس سے تعلقات کا ایک سلسلہ شروع ہوا تھا اور ہاروت ماروت کا جو ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے یہ وہی زمانہ ہے اس کے نتیجے میں ان سے انہوں نے مدد حاصل کی۔ اگرچہ یہ انقلاب بعد میں آیا لیکن یہ حضرت حزقیل نبی کے زمانے میں ہی شروع ہوا تھا۔ چنانچہ نبوکد نضر کے دوسرے شدید حملے کے ۴۸ سال بعد یعنی اس حملے کے ۴۸ سال بعد جس میں اس نے یروشلم کی بستی اور فلسطین کو کلیتہً "تباہ و برباد کر دیا تھا" اہل فارس کی مدد سے یہود کو دوبارہ ارض مقدس پر غلبہ نصیب ہوا اور یہ واقعہ ۵۳۹ قبل مسیح کا ہے جبکہ سائرس (Syrus) بادشاہ کی مدد سے یہود کو واپس یروشلم میں لے جا کر آباد کر دیا گیا اور اس کے بعد پھر ان کو کئی سو سال تک وہاں رہنے کی توفیق ملی اور جیسا کہ بعض دوسری کتب میں پیش گوئی کے رنگ میں یہ درج ہے کہ یہ دونوں شہر دوبارہ کسبی ہو جائیں گے اور دوبارہ گندگی اختیار کریں گے اور پھر ان کو سزا ملے گی۔

پس قرآن کریم نے جو نقشہ کھینچا ہے کہ مقدر تھا کہ دو دفعہ تم زمین میں فساد کرو اور دو دفعہ تم بغاوت کرو بعینہٖ اسی طرح ہوا ہے۔ پہلے فساد برپا کیا اس کے بعد دوسری قومیں آئیں پھر انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی اور بغاوت کے بعد کچلے گئے ہیں۔ چنانچہ دوسری دفعہ کے بعد جب سزا کا سلسلہ شروع ہوا تو رومن بادشاہ Pompey نے ۶۳ قبل مسیح میں جودا (Judah) پر قبضہ کر لیا اور پھر وہاں سے ان کی تباہی کا آغاز کیا لیکن اس کے باوجود ۱۳۲ بعد مسیح تک یہ تباہی مکمل نہیں ہوئی۔ ۱۳۲ بعد مسیح میں ہیڈرین (Hadrian) جو ایک بہت بڑا رومن Emperor ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ رومن بادشاہوں کی تاریخ میں غیر معمولی مقام رکھتا ہے۔ یہ وہی بادشاہ ہے جس کی سلطنت انگلستان سے لے کر افریقہ تک اور پھر دریائے فرات تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور انگلستان بھی ان کو آنے کا موقعہ ملا۔ یہاں شمال میں ایک دیوار ہے جس طرح دیوار چین بنائی گئی ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ کوئی ۸۰ میل، بعض کہتے ہیں ۷۴ یا ۷۶ میل ہے۔ یہ ایک بہت بڑی دیوار ہے جو آج تک قائم ہے جو اسی Hadrian بادشاہ نے بنائی تھی۔ پس جب یہودیوں نے وہاں دوبارہ بغاوت کی تو اس بغاوت کو کچلنے کے لئے Hadrian بادشاہ نے اپنے اس جرنیل کو واپس بلا لیا جو انگلستان پر حکومت کرتا تھا اور اسی نے غالباً یہاں اپنا تسلط جمائے رکھا تھا۔ بہت قابل جرنیل تھا۔ اس کو بلا کر یہود کو کچلنے کے لئے بھجوا دیا۔ یہ واقعہ ۱۳۲ء کے لگ بھگ ہوا۔ سو فیصد تاریخ دان متفق نہیں ہیں۔ کہتے ہیں ۱۳۲ء سے لے کر ۳۴-۱۳۳ء تک یہ معاملہ مکمل ہو گیا تھا۔ اس نے ان کو ایسا خوفناک مزا چکھایا ہے بغاوت کا کہ مورخین کہتے ہیں کہ ۵ لاکھ یہودیوں کو وہاں تہ تیغ کیا۔ پہلے تو مجھے خیال آیا یہ ہو نہیں سکتا۔ یہ غلطی ہو گی لیکن جب میں نے قرآن کریم کی پہلی پیشگوئی کو پڑھا کہ ہم تمہیں بہت اولادیں دیں گے اور بہت برکت تمہارے نفوس میں دیں گے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل درست تاریخی واقعہ ہے۔ واقعتہً "اس زمانے کے لحاظ سے ۵ لاکھ کے قریب یہودی وہاں ہلاک کئے گئے اور مسجد کو دوبارہ نیست و نابود کر دیا گیا۔

پس دو دفعہ ہیکل سلیمانی تعمیر ہوا اور دو دفعہ برباد ہوا۔ یہ سب کچھ جب ہو چکا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

عسیٰ ربکم ان یرحمکم ان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للكافرين حصيرا ○

ابھی بھی خدا تعالیٰ کو ہو سکتا ہے تم پر رحم آ جائے۔ یعنی یہ دو ہلاکتیں پوری ہو گئیں۔ دو پیشگوئیاں اپنے وقت پر پوری ہو کر ختم ہوئیں لیکن عسیٰ ربکم ان یرحمکم یہ کب ہونا ہے اور کس طرح ہونا ہے اس کے متعلق اسی سورت کے آخر پر یہ آیت ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے کے مضمون سے تعلق رکھنے والی آیت ہے اور اسی مضمون میں گھری ہوئی یہ آیت ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ رحم کا وعدہ دور آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں آپ کی امت کے وقت میں ہونا تھا۔ چنانچہ فرمایا۔

وقلنا من بعده لبني اسرائيل اسكنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرة جئنا بكم لفيفا (بنی اسرائیل: ۱۰۵)

کہ جب وہ وعدۂ آخرۃ آئے گا جبکہ ساری دنیا سے تمہیں اکٹھا کر کے دوبارہ اس زمین پر لے کر آنا ہے تو اس وقت خدا کی تقدیر ایسا انتظام کرے گی اور تم سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ یہ واقعہ پہلی دفعہ ہوا ہے۔ گذشتہ تاریخوں میں یہود بار بار فلسطین پر بستے رہے لیکن ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ Diaspora یعنی وہ سارا علاقہ جہاں یہود منتشر ہوئے تھے، ان تمام علاقوں سے دوبارہ اکٹھے کئے گئے ہوں۔ یہ تاریخ عالم کا پہلا

واقعہ ہے۔ پس دیکھیں قرآن کریم کی پیشگوئیاں کس صفائی اور کس حیرت انگیز شان کی ساتھ پوری ہوئی ہیں اور آئندہ پوری ہوں گی۔

پس یہود کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ ان پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی تقدیر نے تم پر رحم کھاتے ہوئے اور نازی (Nahtsi) جرمنی میں تم پر مظالم کی جو حد ہو گئی تھی ان کے نتیجے میں یہ فیصلہ کیا کہ بہت ہو چکی، شاید اب تم نے سبق سیکھ لئے ہوں، تمہیں معاف کر دیا گیا اور تمہیں دوبارہ وہاں ایک غلبہ عطا کیا گیا اس غلبے کو توڑنے کی مسلمان حکومتوں کو طاقت نہیں ہو گی کیونکہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ایک فتنہ اٹھے گا جو عراق اور شام کے درمیان سے اس چھوٹے سی سمندر کے رستے سے نکلے گا اور اس کا سارا پانی پی جائے گا جو اسرائیل میں واقعہ ہے۔ بحیرۂ طبریہ اس کا نام ہے جس کا حدیث میں ذکر ہے۔ یہ اسرائیل کے علاقے میں ایک چھوٹا سا سمندر ہے۔ جس میں دریائے Jordan ہو کر گزرتا ہے۔ فرمایا: وہاں بہت بڑا لشکر جمع ہو گا اور وہ نکلے گا اور بہت بڑی طاقت ہے جو یلغار کرے گی۔ پس اگر اسرائیل نے پچھلی دو تاریخی ہلاکتوں سے سبق حاصل نہ کیا اور تلخ تجربوں سے سبق حاصل نہ کیا تو تمام دنیا کے امن کو درہم برہم کرنے کے لئے اسرائیل سے فتنہ اٹھے گا اور یہ مقدر ہے۔ اس کو دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اسے تباہ کریں گے اور ہم ایسا انتظام کریں گے کہ وہ اور ان کے ساتھ ساری طاقتیں جو ان کی مدد اور مددگار ہیں ان کے ٹکڑے اڑا دیں اور ان کو عبرت کا نشان بنا دیں۔ آخری پیغام اس حدیث میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے گلوں میں ایسی گٹھلیاں نکالے گا اور ایسی بیماریاں پیدا کرے گا جن کے ساتھ وہ بڑے ہولناک طریق پر، بڑے وسیع پیمانے پر ہلاک ہوں گے اور یہ وہی بیماری ہے Aids جس کا میں نے ذکر کیا تھا۔ یہ جو میرا اندازہ ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حسب ذیل پیشگوئیوں پر مبنی ہے جو کہ حدیث میں تفصیل کے ساتھ ملتی ہیں۔

حضرت نواس بن سمعانؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وعلی وسلم نے دجال کا ذکر فرمایا اور تفصیل سے اس کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ حدیث تو بہت طویل ہے، میں اس میں سے صرف چند فقرے یہاں آپ کے سامنے رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: انہ خارج خلتہ بین الشام و العراق کہ وہ شام اور عراق کے درمیان کے علاقے سے ظاہر ہو گا۔ دائیں بائیں جدھر رخ کرے گا قتل و غارت کا بازار گرم کرتا چلا جائے گا" پھر فرمایا: اس میں ایسے ابر باراں کی سی تیزی ہو گی جسے پیچھے سے تیز ہوا دھکیل رہی ہو (جیسے آج کل کے جیٹ (Jet) ہوائی جہاز اڑتے ہیں)

پھر فرمایا کہ "ایسے ہی حالات میں اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو مبعوث فرمائے گا اور انہیں بذریعہ وحی یہ خبر دے گا کہ انی قد اخرجت عبادالی لا یدان لاحد بقتالھم کہ میں نے اب کچھ ایسے لوگ بھی برپا کئے ہیں جن سے جنگ کی کسی میں طاقت نہیں"

پھر مزید فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو برپا کرے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی کے ساتھ پھلانگتے ہوئے گزر جائیں گے" فرمایا: یاجوج ماجوج کی اس ٹڈی دل فوج کے اگلے حصے، فیمر اوائلھم علی بحیرۃ طبریۃ فیشربون مافیھا بحیرہ طبریہ کے پاس سے گزریں گے اور اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور جب اس فوج کا آخری حصہ وہاں پہنچے گا تو کہے گا کہ یہاں کبھی پانی ہوا کرتا تھا وہ اب کہاں گیا۔ ان روح فرسا حالات میں نبی اللہ مسیح موعود، علیہ السلام اور آپ کے ساتھی، رضی اللہ عنھم، اللہ کے حضور دعائیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔ فیرسل اللہ تعالی علیھم النغف فی رقابھم اور یاجوج ماجوج کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر دے گا" (صحیح مسلم۔ کتاب الفتن باب ذکر الدجال) جو بڑے پیمانے پر تیزی سے ان کی ہلاکت کا موجب بنیں گے۔

پھر ایک دوسری حدیث میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم فرماتے ہیں

لم تظھر الفاحشۃ فی قوم قط حتی یعلنوا بھا الا فشا فیھم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافھم الذین مضوا (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات)

یعنی اگر کوئی قوم جنسی بے حیائی میں مبتلا ہو جائے اور اس کی نمائش کرے تو اس میں ایک قسم کی طاعون کی بیماری پھیل جاتی ہے جو ان سے پہلوں میں کبھی نہیں پھیلی۔

یہ وہ حدیث ہے جو خصوصیت کے ساتھ Aids کی بیماری کی طرف کھلے کھلے لفظوں میں اشارہ کر رہی ہے اور یہ Aids وہ بیماری ہے جسے ایک قسم کی طاعون کہا جاتا ہے اور یہ وہ بیماری ہے۔ جس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے کبھی دنیا میں نہیں پھیلی۔

دلچسپ بات ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد کو بھی خدا تعالیٰ نے ایک نئی قسم کی طاعون پھیلنے کی خبر دی تھی۔ یہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء کا الہام ہے فرماتے ہیں۔

"یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہو گی (تذکرہ صفحہ ۷۰۵)

پس ایک یہ ہلاکت ہے جو آج نہیں تو کل مقدر ہے۔ اگر ان قوموں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ان کی بد اعمالیوں کے نہایت خوفناک نتائج نکلیں گے۔ اس موقعہ پر یہ وضاحت ضروری ہے کہ انذاری یعنی ڈرانے والی پیشگوئیاں ہمیشہ مشروط ہوتی ہیں خواہ ظاہری لفظوں میں شرط کا ذکر ہو یا نہ

ہو۔ اس کی واضح مثال حضرت یونس کے واقعہ میں ملتی ہے کہ ایک قطعی پیشگوئی ان کی قوم کی توبہ اور گریہ وزاری سے ٹل گئی۔
پس اسرائیل کی تباہی یا بقا کا فیصلہ اگرچہ آسمان پر ہو گا لیکن اگر یہود کے معتدل مزاج اور امن پسند عناصر انتہا پسند صیہونیوں پر غلبہ حاصل کر لیں اور ان کی سرشت میں داخل بہیمانہ انتقام پسندی کے پنجے کاٹ دیں اور بحیثیت قوم' یہود یہ انقلابی فیصلہ کرلیں کہ مسلمان ہوں یا عیسائی' ہر دوسری قوم سے انصاف بلکہ احسان کا معاملہ کریں گے تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جیسا کہ قرآن کریم میں وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے احسان کا سلوک فرمائے گا اور مسلمان بھی ان کے ساتھ عدل اور احسان کا سلوک کریں گے انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ملاں کی سرشت اسلام کی سرشت نہیں۔ قرآن اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے جو سرشت مسلمان کو بخشی ہے اس میں انتقام نہیں بلکہ عفو اور بخشش اور رحم کا جذبہ غالب ہے۔

مغربی عیسائی قوم کے لئے ایک نصیحت

عیسائی مغربی قوموں کو بھی میں خلوص دل سے یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ قرآن اور احادیث میں مندرج پیشگوئیوں میں آپ کے لئے جن عبرتناک سزاؤں کا ذکر ملتا ہے انہیں حقارت اور استہزاء کی نظر سے نہ دیکھیں۔ آسمانی نوشتے کبھی زمینی چالاکیوں سے ٹالے نہیں جاسکتے۔ اگر ٹالے جاسکتے ہیں تو سچی توبہ اور استغفار اور پاک تبدیلی سے۔ اگر ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت جو اس کے غضب پر حاوی ہے ہر مقدر سزا کو ٹالنے یا کالعدم کرنے پر قادر ہے۔
پس ضروری ہے کہ اپنی سیاسی اور اقتصادی اور اخلاقی اور معاشرتی طرز فکر میں بنیادی تبدیلی پیدا کریں۔ ہر میدان میں بلا استثناء عدل کے تقاضوں کو قومی اور نسلی مفادات کے تقاضوں پر غالب کریں۔ غریب اور کمزور قوموں سے حسن سلوک کریں۔ اگر اسلام قبول نہیں کرسکتے تو کم سے کم توراۃ اور انجیل کی پاکیزہ تعلیم ہی کی طرف لوٹیں اور اپنی تہذیب کو ہر لحظہ بڑھتی ہوئی بے حیائی سے پاک کریں۔ اگر آپ ایسا کریں تو آپ کی تقدیر شر' تقدیر خیر میں بدل جائے گی اور اہل اسلام اور دوسرے بنی نوع انسان کے ساتھ مل کر آپ کو ایک نظام نو کی تعمیر کی توفیق ملے گی اور انسان کا امن عالم کا خواب حقیقت میں ڈھل جائے گا۔
اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نظام کہنہ تو بہر حال مٹایا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سی قوموں کی عظمتیں بھی مٹادی جائیں گی اور ہمیشہ کے لئے ان کی جاہ و حشمت خاک میں مل جائے گی۔ مگر میری تو یہی تمنا اور یہی دعا ہے کہ نظام جہان نو' تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات پر نہیں بلکہ تبدیل شدہ اور اصلاح پذیر قوموں کی آب و گل سے تعمیر کیا جائے۔
جہاں تک ہمارا تعلق ہے' ہمیں تو ہمارے خدا نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ تم کمزور ہو۔ چودہ سو سال پہلے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے یہ نصیحت فرمادی تھی کہ خدا نے اتنی بڑی بڑی قومیں آئندہ نکالنی ہیں کہ دنیا میں کسی انسان کو ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی اس لئے دنیاوی ہتھیاروں سے ان کے مقابلے کی کوشش کا خیال بھی دل میں نہ لانا۔ یہ مسلم کی کتاب الفتن کی حدیث ہے۔ ہر شخص اس میں مطالعہ کرسکتا ہے۔ فرمایا: دعا کے ذریعے ہو گا جو کچھ ہو گا۔ خدا کی تقدیر ان کو مارے گی اور خدا کی تقدیر یہ فیصلہ اس وقت کرے گی جب یہ طاقتور قومیں دنیا سے بدی کا فیصلہ کریں گی۔ چونکہ خدا نے دنیا کو نہتا کر رکھا ہے۔ مجبور کر رکھا ہے اور ایک طرف طاقتوں کو بدی کا موقعہ عطا کر دیا ہے۔ اس لئے لازماً اپنے کمزور بندوں کی حفاظت کی ذمہ داری خدا تعالیٰ پر عائد ہوگی۔
پس اس کی آسمانی تائید کو حاصل کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ خدا سے تعلق جوڑا جائے اور جس حد تک ممکن ہو اپنے نفوس کی اصلاح کی جائے۔ اسلام کے نام پر آئندہ کبھی کوئی بدی اختیار نہ کی جائے۔ Terrorism کا تصور ہی مسلمانوں کی لغت سے نکل جانا چاہئے۔ شرارتیں کرنا اور دوسروں کو دکھ دے کر بعض مسائل کو زندہ رکھنا یہ جاہلانہ باتیں ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ خود امن میں آجاؤ۔ خود اپنے تعلقات کو درست کرلو۔ غیر قوموں سے اپنے تعلقات کو درست کرو اور صبر کے ساتھ انتظار کرو پھر دیکھو کہ کس طرح خدا کی تقدیر دنیا کی ہر دوسری قوم کی تدبیر پر غالب آجائے گی۔
خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا!
"آج خطبہ گزشتہ دو خطبوں سے بھی زیادہ لمبا ہو گیا ہے کیونکہ میں اس کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ یہ ایک مجبوری تھی جو اس مضمون کو زیر بحث لایا گیا ہے ورنہ دل یہی چاہتا ہے کہ واپس اپنے پہلے مضمون کی طرف جلد لوٹیں۔ عبادت کیا ہے اور اس کی کیا لذتیں ہیں۔ یہ لذت کس طرح حاصل کی جاتی ہے۔ سورۃ فاتحہ کیا سبق دیتی ہے۔ تو میں یہ فیصلہ کرکے آج آیا تھا کہ چاہے جتنی دیر ہو جائے اس مضمون سے آج پیچھا چھڑا لینا ہے اور دوبارہ اپنے دائمی مضمون کی طرف یعنی جہاد اکبر کی طرف لوٹنا ہے تو انشاء اللہ آئندہ خطبے سے پھر وہی نماز کا مضمون شروع ہو گا"۔

====☆☆☆====

اخبار مجالس

گلشن پارک لاہور

ماہ جنوری میں مجلس عاملہ کا ریفریشر کورس ہوا۔ جلسہ یوم والدین ہوا جس میں 49 خدام، 55 اطفال، 17 انصار، 35 لجنات اور 22 ناصرات نے شرکت کی۔

اس ماہ 100 خدام نے فارم وقف عارضی پر کئے۔ 36 خدام نے نفلی روزہ رکھا۔ 31 جنوری کو یک روزہ اجتماع ہوا جس میں علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اس ماہ 10 روزہ صنعتی نمائش منعقد ہوئی۔ دوران ماہ مجلس ہذا نے مغلپورہ مجلس کے ساتھ میچ بھی کھیلا۔

وحدت کالونی لاہور

7 تا 14 دسمبر ہفتہ تربیت منایا گیا۔ اس دوران خدام کی "رفیق" حضرت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب سے ملاقات کرائی گئی۔ نماز تہجد، وقار عمل اور تعلیمی تربیتی سیمینار جیسے پروگرام ہوئے۔

مغلپورہ لاہور

ماہ جنوری میں یوم والدین منایا گیا جس میں 77 حاضری تھی۔ 2 اجلاس عاملہ ہوئے۔ خدمت خلق کے تحت پورا ایک ماہ ایک خادم نے فری ڈسپنسری کے تحت 100 مریضوں کا مفت علاج کیا۔ دو تربیتی اجلاس کرائے جس میں نماز تہجد کا انتظام بھی کیا۔ 6 وقار عمل ہوئے۔

شاہدرہ ٹاؤن

ایک اجلاس عام اور دو اجلاس عاملہ ہوئے۔ ایک دفعہ اجتماعی نماز تہجد اور ایک وقار عمل کیا گیا۔ صحت جسمانی کے تحت کلائی پکڑنے کا ایک مقابلہ بھی ہوا جس میں 10 خدام شامل ہوئے۔

ضلع ملتان

دوران ماہ ضلع بھر میں ہفتہ تربیت منایا گیا جس میں نماز تہجد باجماعت ہوئی۔ ایک نفلی روزہ رکھا گیا جو 137 خدام نے رکھا۔ 28 دسمبر کو 12 مجالس میں سیرۃ النبیؐ کے جلسے ہوئے جن میں 315 خدام اور 25 غیر از جماعت احباب شریک ہوئے۔

4 جنوری کو ضلعی عاملہ اور قائدین کا ریفریشر کورس ہوا۔ شعبہ خدمت خلق کے تحت مستحق مریضان میں /1950 روپے تقسیم کئے گئے نیز 3000 روپے اسی غرض کے لئے مزید جمع کئے گئے۔ 17 بوتلیں خون کی بطور عطیہ دی گئیں۔

حسین آگاہی (ملتان)

جنوری میں ایک اجلاس عام ہوا جس میں 60 خدام و اطفال شامل ہوئے۔

ملیر کراچی

25 جنوری کو مجلس کے زیر انتظام فضل عمر انسٹیٹیوٹ آف کمپیوٹر پروگرامنگ کے کامیاب طلبہ میں تقسیم اسناد کی تقریب ہوئی۔

ڈرگ روڈ کراچی

مقررہ مرکزی پروگرام کے مطابق ہفتہ تربیت منایا گیا جس میں نماز تہجد باجماعت اور تربیتی کلاس کا اہتمام کیا گیا۔ 8 نئے موصی بنائے گئے۔

اسٹیل ٹاؤن کراچی

جنوری میں عشرہ وصولی منایا گیا۔ اسی ماہ مجلس عاملہ کے چار اجلاس اور تین اجلاس عام ہوئے۔ ایک اجلاس عام میں

مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے شرکت کی اور مجلس سوال و جواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔

شور کوٹ کینٹ (جھنگ)

ایک خادم نے جماعتی کام کے لئے 350 کلومیٹر کا سائیکل سفر کیا۔

بستی رندان (ڈیرہ غازیخان)

8 تا 15 فروری ہفتہ صحت جسمانی منایا گیا جس میں مختلف کھیلیں منعقد کی گئیں۔

لاٹھیانوالہ (فیصل آباد)

8 فروری کو ایک مثالی وقار عمل کے تحت خدام نے 550 فٹ لمبی اور 66 فٹ چوڑی ناقابل استعمال سڑک کو ہموار کرکے استعمال کے قابل بنایا۔ اس میں 400 خدام و اطفال نے شرکت کی۔ 10 ٹرالیوں کے ذریعے پانچ گھنٹے کام کیا گیا۔ اس وقار عمل میں جذبہ خیر سگالی کے طور پر 25 غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوئے۔

دارالذکر (فیصل آباد)

جنوری 1991ء میں مجلس خدام الاحمدیہ دارالذکر فیصل آباد نے تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا۔ جس میں تلاوت، نظم، دینی معلومات اور تقاریر کے مقابلے ہوئے۔

نیز تعلیمی سیمینار کا انعقاد کیا گیا جس میں فنی تعلیم، اور خلیج کی صورتحال وغیرہ پر لیکچر دیئے گئے۔ نیز کمپیوٹر کا تعارف کرایا گیا۔

داعیان الی اللہ کا ریفریشر کورس ہوا۔ مجلس انصار سلطان القلم کے تحت مقابلہ مضمون نویسی ہوا۔ بزم حسن کے تحت مقابلہ تقریر ہوا۔

1 تا 10 عشرہ وصولی منایا گیا۔ بک بینک کے تحت 42 طلباء نے 224 کتابیں مستحق طلباء کو دیں۔ نیز فٹ بال اور لمبی چھلانگ کے مقابلے ہوئے۔ جلسہ یوم والدین ہوا۔ صنعتی نمائش، کمپیوٹر کلاس ہوئی۔

چک نمبر ۲۹۷ ج ب (فیصل آباد)

دو خدام نے خدمت خلق کے تحت 150 گھنٹے صرف کر کے مفت وائرنگ کر کے دی۔

چک نمبر ۱۶۶ مراد (بہاولنگر)

فروری میں ایک مثالی وقار عمل ہوا جس میں 14 خدام و اطفال شامل ہوئے۔ تین گھنٹے وقت صرف ہوا۔

ضلع سرگودھا

علاقہ سرگودھا کی مختلف مجالس کے 63 عہدیداران ایک ریفریشر کورس میں شمولیت کے لئے ربوہ تشریف لائے۔ اس کا افتتاح صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے کیا۔ مختلف شعبہ جات کے مہتممین نے اپنے اپنے شعبہ جات کے متعلق ہدایات دیں۔ یہ کورس 2 دن تک جاری رہا۔

ضلع میرپور (آزاد کشمیر)

قیادت ضلع میرپور کے زیر اہتمام 8 تا 15 فروری ہفتہ صحت جسمانی منایا گیا جس میں 19 خدام نے سائیکل سفر میں حصہ لیا۔ ایک پکنک اور ایک اجلاس عام منعقد کیا گیا۔

میرا بھڑکا (میرپور)

دسمبر 1990ء میں مجلس کے دو اجلاس عاملہ اور ایک اجلاس عام ہوا۔ 7 تا 14 دسمبر ہفتہ تربیت منایا گیا۔ 12 خدام نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں خطوط لکھے۔

جنوری میں عاملہ کا ایک اجلاس اور ایک اجلاس عام ہوا۔ ایک جلسہ سیرت النبیؐ ہوا۔ بک بینک کے تحت 270 کتابیں اکٹھی کی گئیں اور 20 طلباء میں تقسیم کی گئیں۔ دوران ماہ چار دفعہ نماز تہجد ہوئی۔ نیز عشرہ وصولی اور ہفتہ وقف جدید منایا گیا۔

لطیف آباد (سندھ)

ایک اجتماعی وقار عمل ہوا جس میں 45 خدام نے شرکت

کی۔ 5 خدام نے خون کا عطیہ دیا۔

نواب شاہ (سندھ)

ضلع کو اشتہارات کے سلسلہ میں 500 روپے کا ٹارگٹ دیا گیا۔ خالد اور تشحیذ کے خریدار بڑھانے کے لئے سروے کیا گیا۔ پانچ جماعتی وغیر جماعتی اخبارات و رسائل کو نظمیں، غزلیں اور تبصرہ کے لئے تصانیف بھجوائی گئیں۔

کنری (سندھ)

چھٹا محمد ظفر اللہ خان میموریل کرکٹ ٹورنامنٹ 3 فروری 1991ء تا 15 فروری 1991ء منعقد ہوا۔ فائنل کنری اور محمد آباد کے درمیان ہوا جو کنری نے جیتا۔

تیسرا آل سندھ ٹورنامنٹ 11 فروری کو ہوا جس میں سندھ کی پانچ ٹیموں کے علاوہ ربوہ کی ٹیم بھی شریک ہوئی۔ جس کے فائنل میں ضلع کراچی اور ربوہ کا مقابلہ ہوا جو کہ ربوہ نے جیتا۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے انعامات تقسیم فرمائے۔

(25 فروری تک موصول ہونے والی رپورٹس کا خلاصہ)

صحیح حل مقابلہ نمبر ۸

1۔ قیدار

2۔ شیبہ۔ عمرو

3۔ ابوسلیمان

4۔ کوئٹہ

5۔ روسی نژاد مسلمان مرات (مراد خان)

6۔ گلبدن بیگم۔ حفیظ جالندھری

7۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف آف خوست۔ حضرت مولوی عبدالکریم سیالکوٹی صاحب

8۔ *

9۔ میخائیل گورباچوف

10۔ سلیم یوسف

نوٹ: سوال نمبر 8 حذف کر دیا گیا ہے۔

اس دفعہ ہمیں کل 21 حل موصول ہوئے جن میں سے صرف ایک حل درست تھا اس طرح محمد اکرم صاحب جاوید چک نمبر 275 ر۔ب ضلع فیصل آباد نے اول پوزیشن حاصل کی۔ دوسری پوزیشن بذریعہ قرعہ اندازی مکرم نعیم احمد صاحب (ربوہ) اور تیسری پوزیشن محمد ناصر احمد صاحب (فیصل آباد) نے حاصل کی۔

اس کے علاوہ درج ذیل دوستوں نے مقابلہ میں شرکت کی۔

عبدالشکور، چوہدری شاہد احمد، ضیاء الرحمان، محمد رحمان طاہر، زاہد احمد، محمد فرمان ذکی، مبشر احمد گل (تہال، تحصیل کھاریاں)۔ ملک عبدالوحید، سید نعیم الحسن، سید صغیر الحسن ساغر (سمبڑیال)۔ امتیاز حسین شاہد (ملیر کراچی)۔ عبدالہادی توقیر (کوٹلی آزاد کشمیر)۔ پرنس عابد پرویز عابد (نبی سر روڈ تھرپارکر)۔ رانا ساجد نعیم (سیالکوٹ) محمد افضل شہزاد، سلیم احمد کاشف، جمیل احمد شہزاد (خانیوال)

(مرتبہ حامد مقصود عاطف)

خدام خالد کی اشاعت بڑھا کر ادارہ سے تعاون کریں (مینجر)

دعائے مغفرت

مکرم چوہدری عبدالقدوس صاحب حال محلہ دارالبرکات ربوہ مورخہ 16 جنوری 1991 کو اپنے گاؤں لویری والا ضلع گوجرانوالہ میں بقضائے الہی وفات پاگئے مرحوم رات کو سوئے ہوئے تھے کہ ہارٹ اٹیک کی وجہ سے صبح فوت شدہ پائے گئے۔

مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 16 جنوری کو مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے پڑھائی اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظم ارشاد وقف جدید ربوہ نے دعا کروائی مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے مکرم عبدالسمیع صاحب مکرم عبدالماجد صاحب چوہدری سیکرٹری تعلیم مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان اور مکرم عبدالحمید صاحب، مکرم عبدالمجید صاحب، مکرم عبدالعزیز صاحب چھوڑے ہیں۔

مرحوم مہمان نواز خدمت سلسلہ بجالانے والے اور پابند نماز کے علاوہ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے مرحوم نے تقریباً 22 سال تک انجمن کی سٹیٹس بشیر آباد، محمود آباد، محمد آباد، مبارک آباد میں بطور مینیجر خدمات سر انجام دیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کے درجات کی بلندی اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مینیجر خالد و تشحیذ ربوہ)

دعائے مغفرت

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس مرحوم کی بھانجی محترمہ امتہ الحفیظ صاحبہ اہلیہ محترمہ مولوی بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ فجی مورخہ 15 مارچ 1991 بروز جمعہ بعمر 52 سال بقضائے الہی وفات پاگئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مورخہ 17 مارچ 1991 بروز اتوار بعد نماز ظہر بیت المبارک میں محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھائی مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے دعا کروائی۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے 3 لڑکے اور 4 لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ لڑکوں میں ایک مکرم نصیر احمد صاحب قمر واقف زندگی ہیں اور ان دنوں حضور ایدہ اللہ تعالی کے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ نیز ایک لمبا عرصہ ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے ایڈیٹر اور جامعہ احمدیہ کے استاد رہے ہیں۔

مرحومہ ملنسار۔ مہمان نواز اور جماعتی کاموں میں حصہ لینے والی ۔ نیک سیرت اور دیندار تھیں۔ احباب جماعت احمدیہ سے مرحومہ کے درجات کی بلندی اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ ربوہ)

دعائے مغفرت

محترمہ امتہ الرحمن صاحبہ زوجہ محترم شیخ محمد الدین صاحب قادیانی مرحوم مورخہ 25 دسمبر 1990 بروز منگل بعمر 71 سال وفات پا گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مورخہ 26 دسمبر بروز بدھ بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے پڑھائی۔ مرحومہ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ ضلع سرگودھا نے دعا کروائی۔ مرحومہ مکرم شیخ نعیم الدین صاحب، زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ضلع سرگودھا اور مکرم شیخ رفیق احمد صاحب طاہر قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع فیصل آباد کی والدہ تھیں۔

مرحومہ نیک اور خدمت سلسلہ بجالانے والی مہمان نواز اور بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ نے بہت سے بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک بھی پڑھایا۔ چند ماہ قبل مرحومہ کی والدہ محترمہ اللہ رکھی صاحبہ جو کہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی چچا زاد بہن تھیں وفات پا گئیں۔ احباب جماعت احمدیہ سے محترمہ اللہ رکھی صاحبہ اور محترمہ امتہ الرحمن صاحبہ (ماں، بیٹی) کے درجات کی بلندی اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے

(مینیجر خالد و تشحیذ ربوہ)

تقریب شادی

مورخہ 4 مارچ 1991ء بروز سوموار مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ حال معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ابن مکرم صوبیدار (ریٹائرڈ) راجہ محمد مرزا خان صاحب محلہ دارالرحمت وسطی ربوہ کی شادی ہمراہ محترمہ نورین اکبر صاحبہ بنت مکرم راؤ محمد اکبر خان صاحب آف گنگا پور ضلع فیصل آباد انجام پائی۔

آپ کے نکاح کا اعلان اسی روز محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے مبلغ بیس ہزار روپیہ حق مہر پر فرمایا۔

مورخہ 5 مارچ 1991ء کو محترم راجہ صاحب نے بعد دوپہر وسیع پیمانے پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں ناظران صدر انجمن، وکلاء تحریک جدید اور مربیان سلسلہ اور ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے علاوہ، کارکنان اور دیگر احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے اور دین و دنیا میں اپنے فضلوں اور رحمتوں کا مورد بنائے۔

(مینجر ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان)

تقریب شادی

مورخہ 16 جنوری 1991ء کو مکرم منور احمد صاحب واہلہ ناظم عمومی و نائب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ ابن مکرم چوہدری محمد حسین صاحب واہلہ محلہ دارالنصر غربی ربوہ کی شادی ہمراہ محترمہ فرخندہ تحسین صاحبہ بنت مکرم محمد اکرم صاحب انجام پائی۔ اسی روز مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب بھامڑی صدر محلہ دارالنصر غربی ربوہ نے بیت اقبال میں مبلغ پچیس ہزار روپیہ حق مہر کے عوض ان کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

مورخہ 17 جنوری 1991ء کو مکرم منور احمد صاحب نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت فرمائی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے اور دین و دنیا میں اپنے فضلوں اور رحمتوں کا مورد بنائے۔

(مینیجر ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان)

تقریب شادی

مورخہ 7 مارچ کو مکرم مقصود اظہر صاحب کارکن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ابن مکرم محمد یار صاحب گوندل کی شادی ہمراہ مکرمہ عابدہ ریحانہ صاحبہ بنت مکرم ماسٹر منظور احمد صاحب محلہ دارالشکر کے ساتھ انجام پائی۔ مکرم مقصود اظہر صاحب کے نکاح کا اعلان مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نے مورخہ 4 مارچ کو بیت بلال میں مبلغ بیس ہزار روپیہ حق مہر پر فرمایا۔ اگلے روز مکرم مقصود اظہر صاحب نے اپنے گھر واقع طاہر آباد میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے ہر لحاظ سے مبارک کرے اور دین و دنیا میں اپنے فضلوں اور رحمتوں کا مورد بنائے۔ آمین

(مینیجر رسالہ خالد و تشحیذ ربوہ)

بقیہ از------ 14

اگر خدا ہوتا اور وہ دعاؤں کو قبول کرنے والا ہوتا تو اس قدر عرصہ دراز تک جو دعائیں کی گئیں قبول کیوں نہ ہوئیں۔ مگر ایسا خیال کرنے والا اور ٹھوکر کھانے والا انسان اگر عدم استقلال اور تلوّن کو سوچے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ساری نامرادیاں اس کی اپنی ہی جلد بازی اور شتاب کاری کا نتیجہ ہیں جس پر خدا کی قوتوں اور طاقتوں کے متعلق بدظنی اور نامرادی کرنے والی مایوسی بڑھ گئی۔ پس کبھی تھکنا نہیں چاہیئے"۔(۱۵) (باقی آئندہ)

۱۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۵۸)
۲۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۸۸)
۳۔ (تفسیر سورۃ بقرہ حضرت مسیح موعود صفحہ ۲۸۱)
۴۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۲۳)
۵۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۴۶)
۶۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۶۶)
۷۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۲۴-۱۲۳)
۸۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۱۸)
۹۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۰۷-۱۰۶)
۱۰۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۰۵)
۱۱۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۵-۶)
۱۲۔ (تفسیر سورۃ بقرہ حضرت مسیح موعود صفحہ ۲۷۵)
۱۳۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ ....)
۱۴۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۵-۴۲۰)
۱۵۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۱۶-۴۱۷)

بقیہ از------ 17

امریکہ نے سائنسی علوم کی ترقی پر جس طرح کام کیا ہے مجھے تو اس بات پر کبھی کوئی شبہ بھی نہ تھا کہ تیسری دنیا میں سائنسی علوم کی ترقی کے لئے ایسی ہی صلاحیت موجود ہے جیسی کہ ترقی یافتہ دنیا میں موجود ہے۔ اگر آپ ریڈ بک کے پیغام پر نظر ڈالیں تو آپ اس حقیقت سے آگاہ ہوں گے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ایک سلسلہ وار عمل ہے جو پورے عالم انسانی کی میراث ہے۔ مشرق اور مغرب، شمال اور جنوب ہر ایک نے اس ترقی میں مثالی طور پر کام کیا ہے۔ ماضی میں بھی یہ مساوات قائم تھی اور امید ہے کہ مستقبل میں بھی ہوگی۔ (مرزا خلیل احمد صاحب قمر)

بقیہ از---- 25

اور ان کی تباہی کا سامان کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد گولیوں سے زخمی حملہ آور لائنس کے آدمیوں سے گتھم گتھا ہوگئے اور چند منٹ تک خشمناک اور خوفناک دست بدست لڑائی ہوتی رہی۔ لائنس فائر پر فائر کرتا جاہا تھا۔ دشمن کے ایک سپاہی نے اس پر گولی چلائی جو خطا گئی لیکن پھر اس نے سنگین سے حملہ کر دیا۔ اتنے میں دور سے ایک گولی لائنس کو آ کر لگی۔ سنگین سے حملہ آور ہونے والا سپاہی پھر آگے بڑھا لیکن لائنس نے پھر فائر کر دیا۔ اس نے دشمن کی چھاتی سے خون کا فوارہ چھوٹتا دیکھا لیکن گرتے گرتے اس نے اپنی رائفل نیزے کی مانند پھینکی اور اس کی سنگین لائنس کے سینے میں اتر گئی۔

لائنس نے فوراً ایک درخت کی شاخ کا سہارا لیا اور اپنے سارجنٹ کیلی کی طرف مڑا "چھوٹی پہاڑی پر قبضہ کر لو سارجنٹ! اور اس وقت تک قدم جمائے رکھو جب تک دوسرا دستہ نہ آجائے"۔ "کیپٹن! تم تم کیسے ہو......؟" "میری بیوی ایو کو بتا دینا......" اور اس کے ساتھ ہی لائنس کی آواز بند ہوگئی اور وہ ایک طرف کو گر گیا۔ سنگین اب بھی اس کے سینے میں پیوست تھی۔

(باقی آئندہ)

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے چند اعلانات

1۔ امسال مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے سالانہ مقالہ 91۔ 1990ء کا عنوان یہ ہے۔
"سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم حقوق العباد کی روشنی میں"
2۔ انعامات مندرجہ ذیل ہوں گے۔ اول /600 روپے، دوم /400 روپے، سوم /200 روپے
3۔ مقالہ کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ 16 اگست 1991ء ہے۔
4۔ مقالہ کے الفاظ 4 سے 5 ہزار تک ہونے چاہئیں۔
5۔ تمام حوالہ جات مکمل لکھے جائیں۔ یعنی کتاب، مصنف اور سن اشاعت و مطبع
6۔ مقالہ کے آخر پر ان کتابوں وغیرہ کی فہرست دی جائے جن سے مدد لی گئی ہو۔
7۔ مرکز میں مقالہ کے پہنچنے کی آخری تاریخ 16 اگست 1991ء ہے۔
8۔ مزید مشورہ کے لئے مہتمم تعلیم سے رابطہ کیا جائے۔
9۔ مقالہ کے لئے ذیلی عناوین کی ایک فہرست رہنمائی کے لئے بطور نمونہ پیش کی جارہی ہے۔ اس کی پابندی ضروری نہیں تاہم اسے ملحوظ رکھنا بہتر ہوگا ترتیب میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

فہرست ذیلی عناوین

1۔ حقوق العباد کی اہمیت اور مقام
2۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک رشتہ داروں سے۔
3۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک اہل مکہ سے
4۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک دوستوں، ہمجولیوں اور تاجروں سے
5۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک مہمانوں سے
6۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک غیر مذاہب والوں سے
7۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک مخالفین سے
8۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک مسافروں سے
9۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک عورتوں اور بیوگان سے
10۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک بچوں سے
11۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک مساکین، یتامیٰ، ضعفاء سے
12۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک غلاموں سے
13۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک قیدیوں سے
14۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلوک گھر کے خادموں سے
15۔ مریضوں اور مصیبت زدگان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی
16۔ وہ لوگ جو مندرجہ بالا کی فہرست میں نہیں آئے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک اور اس کے اعترافات اور خراج تحسین

فہرست امدادی کتب

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہر پہلو سے ہزاروں

کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ یہاں متعلقہ مضمون کے متعلق سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چند مشہور کتب کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم

کتب احادیث خصوصاً صحیح بخاری، صحیح مسلم، شمائل الترمذی، سنن ابی داؤد (اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں)

کتب حضرت اقدس مسیح موعود......

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، از شبلی خصوصاً پہلی دو جلدیں

رحمت اللعالمین۔ از قاضی محمد سلیمان منصور پوری تین جلدیں ہیں۔

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ تین جلدیں ہیں۔

سیرت خیر الرسل یا سیرت طیبہ از حضرت مصلح موعود

تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود

غلام احمد قادیانی اپنی تحریروں کی روسے۔ مرتبہ: میر داؤد احمد صاحب

شان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

جماعتی اخبارات و رسائل خصوصاً سیرت النبی نمبر

رسالہ نقوش رسول نمبر

سیارہ ڈائجسٹ رسول نمبر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ از غلام باری صاحب سیف

سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ از محمد حسنین ہیکل (مترجم)

(مہتمم تعلیم)

نتائج مقابلہ جات مضمون نویسی ۹۰۔۹۱ء

ہمدردی خلق

اول: منیر احمد صاحب شمس۔ احمد پور سیال ضلع جھنگ

دوئم: محمد اشرف صاحب کاہلوں۔ دارالذکر فیصل آباد

سوئم: امید ایاز محمود صاحب۔ اسلامیہ پارک لاہور

پختہ عزم و ہمت

اول: محمد مقصود احمد صاحب۔ ربوہ

دوئم: امید ایاز صاحب۔ اسلامیہ پارک لاہور

سوئم: اعجاز احمد شاہد صاحب۔ فیصل آباد

وسعت حوصلہ

اول: محمد منیر شمس صاحب ربوہ

دوئم: محمد عامر صاحب۔ دارالذکر فیصل آباد

سوئم: اظہر حلیم صاحب بشیر۔ ربوہ

مضمون نویسی: سچائی

اول: منظور الحق شمس صاحب۔ ربوہ

دوئم: امان اللہ امجد صاحب۔ صدر شمالی ربوہ

سوئم: اعجاز احمد سیف صاحب۔ سمن آباد لاہور

سالانہ مقالہ نویسی

اول: محمد شکر اللہ صاحب۔ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

دوئم: طارق حیدر صاحب۔ ربوہ

سوئم: منور احمد صاحب۔ سیالکوٹ شہر

اس سہ ماہی میں مضمون نویسی کے لئے عنوان "ایفائے عہد" ہے۔ مرکز پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اپریل ہے۔

دعائے مغفرت

محترمہ حرمت بی بی صاحبہ زوجہ عبدالعزیز صاحب مورخہ 17 فروری 1991ء کو بعارضہ قلب وفات پاگئیں۔
موصوفہ اپنے بڑے بیٹے کی عیادت کے لئے بمبانوالہ ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئی تھیں۔ وہاں وفات پاگئیں۔ ان کا جنازہ ربوہ لایا گیا اور بعد نماز عشاء مکرم حکیم محمد عقیل صاحب معلم وقف جدید نے بیت السعادت میں نماز جنازہ پڑھائی اور بعد میں تدفین عمل میں آئی۔ موصوفہ کی عمر 75 سال تھی اور پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ ضیاء الاسلام پریس ربوہ کے دو کارکنان مکرم عبدالمجید صاحب اور مکرم محمد لطیف صاحب کی والدہ تھیں۔
احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

غزل

وہ زمیں غالب کی لکھوں جس میں ہے تکرار دوست
میں بھی کھینچوں قامت جاناں ہے یہ اصرار دوست

دیکھ کر قد قیامت سوچ کر زلف دراز
اپنی ہی رفتار کے نشے میں ہے رفتار دوست

ہاتھ اٹھے ہوں دعا کو اس طرح اس کا بدن
قتل عاشق کو بہت ہے قامت تلوار دوست

ہائے وہ کاجل بھری آنکھیں وہ ان کا دیکھنا
ہائے وہ نور حیا سے آتشیں رخسار دوست

جیسے ہم آغوشی جاں کے زمانے ہوں قریب
ان دنوں ایسے نظر آتے ہیں کچھ آثار دوست

اک محبت سے محبت ہی جنم لیتی رہی
ہم نے اس کو یار جانا جس کو دیکھا یار دوست

روح و تن نے ہر نفس اک آنکھ چاہی تب کھلا
دیکھنا آساں ہے مشکل ہے بہت دیدار دوست

سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
جس پہ لب جتنا کھلے میخانہ گفتار دوست

بس یونہی موجیں بھریں یہ طائران خدو خال
بس یونہی دیکھا کریں ہم گلشن گلزار دوست

(جناب عبیداللہ صاحب علیم کراچی)

ایمان انسان کی جوانی کو بڑھاتا ہے اور حوصلوں کو بلند کرتا ہے۔ (حضرت مصلح موعود)

MONTHLY **KHALID** RABWAH

Regd. No: L 5830 APRIL 1991

EDITOR:- MUBASHIR AHMAD AYAZ